www.novelsclubb.com
زمرد
از جویریہ حسن
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

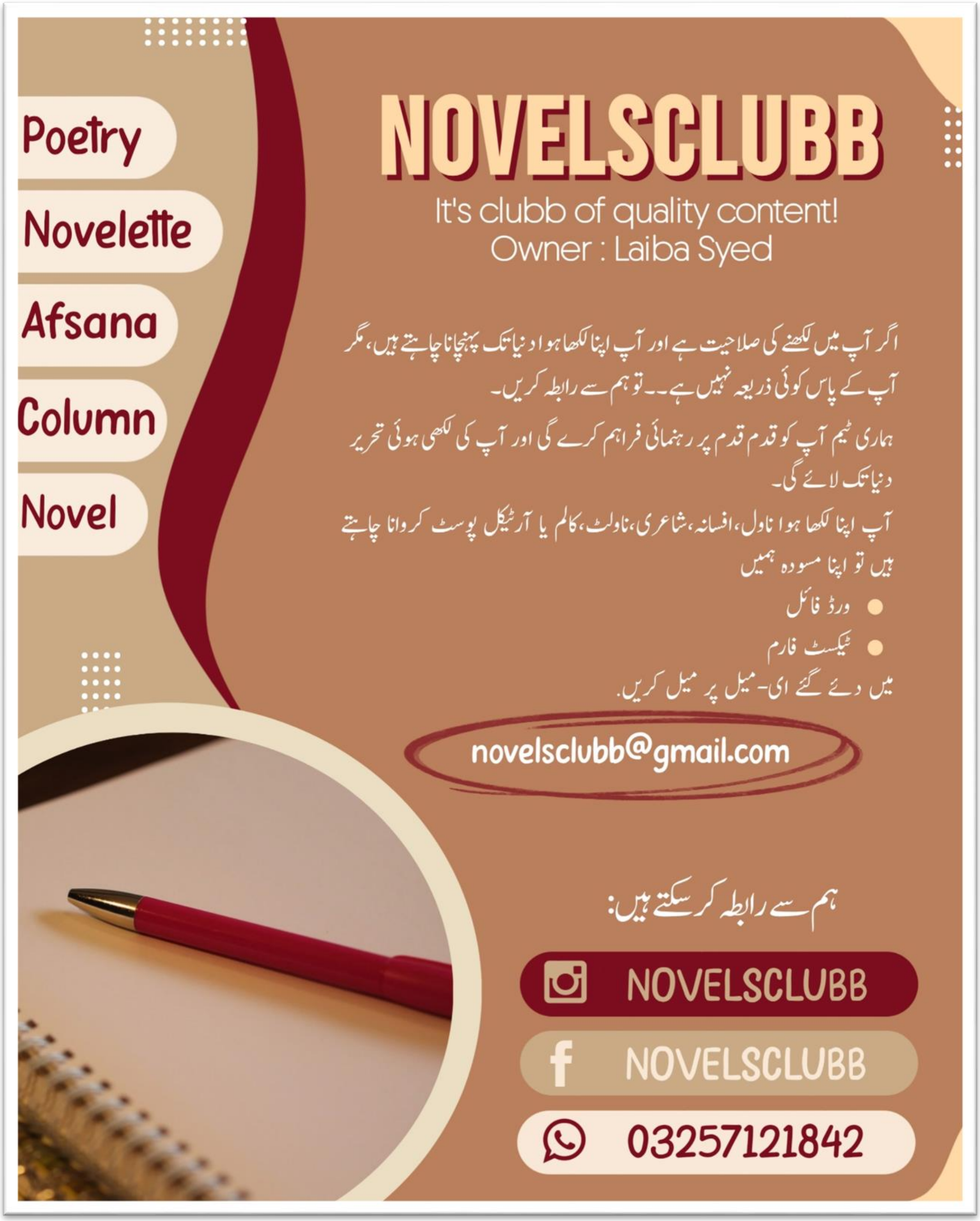
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

زمرد

از قلم

جویریہ حسن

www.novelsclubb.com

زمرد

تیسری قسط

وہ تھکا ہارا سا کمرے میں داخل ہوا تھا۔ صوفہ کی پشت پہ سر ٹکاتے' وہ آنکھیں موند گیا۔

ابھی آنکھیں موندی ہی تھی کہ بند آنکھوں کی سیاہی میں آسمانی آنچل رقص کر گیا۔

اس نے جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔

افففف..... یہ لڑکی اس کا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتی؟ وہ کھڑا ہوتا اضطراب کی سی کیفیت میں ادھر اُدھر چکر لگانے لگا۔

''اللہ میں کیا کروں؟'' وہ ایک بار پھر سے صوفہ پہ جا بیٹھا۔ سر ہاتھوں میں گرائے وہ ہارا مسافر لگتا تھا۔

ایک بار پھر وہ آنچل آنکھوں کے پردوں پہ لہرایا تو وہ تنگ آتا اٹھ کر واشروم میں بند ہو گیا۔

جب وہ باہر نکلا تو اس کے چہرے سے پانی ٹپک رہا تھا۔ سفید ڈریس شرٹ کے آستین کہنیوں تک اوپر چڑھا رکھے تھے۔ بازو، بال، سب گیلا تھا۔ وہ شاید وضو کر کے نکلا تھا۔

صبح کے دس بج رہے تھے۔ نماز کا وقت نہ تھا، مگر شاید وہ نوافل پڑھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے جائے نماز بچھائی اور اس پہ کھڑا ہو گیا۔

مخصوص سورتیں پڑھتے اب وہ رکوع میں جھک رہا تھا۔اور جب وہ سجدے میں گرا تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔وہ جانے کتنی ہی دیر سجدے میں روتا رہا۔یہ بھی سمجھ نہ آرہا تھا کہ مانگے کیا۔ اپنے بھائی جیسے کزن کی صحتیابی،پر سکون زندگی یا اس لڑکی کی یاد سے چھٹکارا۔کہاں سے شروع کرے اور کہاں ختم۔اس نے نماز ختم کرلی تھی۔اب وہ بس یونہی بیٹھا تھا۔

"اے اللہ! میں ہمیشہ آپ سے اسے مانگتا آیا ہوں۔لیکن اب اور نہیں۔میں کسی کی حق تلفی نہیں کر سکتا۔اور اگر اس کی محبت میرے دل میں رہی تو میں خود کو مزید قابو نہیں کر پاؤں گا۔یا اللہ پلیز اس کی محبت میرے دل سے نکال دیں۔مجھے مزید اس گناہ سے بچا لیں کہ میں اپنی نماز' اس کے حصول کی دعا کے نام کردوں۔" دعا مانگنے کو ہاتھ نہیں اٹھائے تھے۔پر دل سے آوازیں نکلنا شروع ہو گئی تھیں۔وہ کھل رہا تھا اس رب کے سامنے جس نے اسے پیدا کیا۔

"اللہ میری مدد کریں!" اس نے دھیمے سے بھرائی آواز میں کہا پھر جائے نماز طے کر کے مخصوص جگہ پر رکھ دی۔اب اسے آفس جانا تھا۔

☆.....☆.....☆

آج ہفتوں بعد سورج نے اپنی صورت دکھائی تھی۔ نئی نئی سردیاں آئی تھیں اور سورج کو چمکنے کا موقع ہی نہ ملتا تھا۔ مگر آج سورج کی نرم گرم سی دھوپ نے اس کا موڈ فریش کر دیا تھا۔ کچھ خوشی کل ہونے والے واقعے کی بھی تھی۔

آسمانی رنگ کے سادہ سوٹ میں' سیاہ بالوں کی اونچی پونی کیے' وہ کالج کے گراؤنڈ میں گھاس پر بیٹھی' مسکراتی اس کے انتظار میں تھی۔ کب وہ آئے اور وہ اسے یہ خبر سنا سکے۔

اس کی منتظر نگاہیں مسلسل داخلی دروازے پر جمی تھیں۔

یکلخت اس کے چہرے پر موجود مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ اسے وہ سامنے سے آتی دکھی تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔

''آج اتنی دیر سے کیوں آئی ہو؟ معلوم ہے تین لیکچر مس ہو گئے تمہارے۔''

''مت پوچھو یار..... آج تو میں سوتی ہی رہ گئی۔ ابھی دیکھنا کلاس میں جاؤں گی تو مس فائزہ کتنا بے عزت کریں گی مجھے۔ مینا سے کہا بھی تھا وقت پر اٹھا دے۔'' اس کے انداز بیاں پر وہ بے ساختہ مسکرا دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

''خیر تم بتاؤ، ہم غریبوں کا اتنی بے صبری سے انتظار کیوں کیا جا رہا تھا؟'' اس نے ابرو اچکائے تو شمع نے خشمگیں نظروں سے اسے گھورا۔

''خدا کا خوف کرو، رینا۔ تم لیٹ ہو تو ہمیشہ ہی انتظار کرتی ہوں۔ آج ایسا کیا خاص ہو گیا۔'' اس نے قدرے بے نیازی سے شانے اچکائے۔

''انتظار اور بے صبری سے انتظار میں فرق ہوتا ہے، بیٹا۔ مجھے پاگل مت بناؤ۔'' وہ مشکوک نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔

''اچھا کینٹین چلو، بتاتی ہوں۔'' وہ اس کا ہاتھ پکڑے اسے کھینچتی کینٹین کی جانب قدم اٹھانے لگی۔

''دیکھا! مجھے پہلے ہی پتا تھا، کوئی تو بات ہے جو میڈم یوں میرا انتظار کر رہی تھیں۔'' وہ پرجوش سی بولی۔ جیسے کوئی قلعہ فتح کر لیا ہو۔

اب وہ دونوں اپنے مخصوص میز پر آ بیٹھی تھیں۔

''اب بول بھی چکو۔'' وہ پچھلے پانچ منٹ سے اس کے کچھ بولنے کے انتظار میں بیٹھی اس کی جھکی نظروں اور جاندار مسکراہٹ کو دیکھ رہی تھی۔ اسے اضطراب نے آ گھیرا۔

''میری شادی ہو رہی ہے، رینا۔''اس نے مڑی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ ہونٹوں پر تبسم پھیلا تھا۔ وہ جیسے بہت خوش تھی۔

اور مرینہ اقبال کی دنیا ساکت ہو گئی۔ وقت تھم گیا تھا، یا شاید اس کے دل کی دھڑکن۔ کیا وہ اس سے شادی کر رہی تھی؟

''ک... کس سے؟''اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا تھا۔ جواب وہ جانتی تھی۔ مگر پھر بھی ایک آس تھی کہ شاید..... شاید قسمت اس پر مہربان ہو ہی جائے۔

اس کی انکھوں کے گوشے سرخ پڑ گئے۔

وہ مدھم سا ہنسی۔ ''تم جانتی ہو۔''

اور بس۔ یہاں مرینہ اقبال کا ضبط ٹوٹ گیا۔ وہ یک دم اٹھی اور تیز قدم اٹھاتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ جیسے اگر ایک سیکنڈ بھی وہاں مزید رکتی تو جان کھو بیٹھتی۔

آنکھوں سے نمکین پانی گرتا چلا جا رہا تھا۔ دل کی دھڑکنیں سستی سے چل رہی تھیں۔ معلوم نہ تھا کب اسے الوداع کہہ دیں۔

اور اس کے پیچھے میز پہ بیٹھی شمع حیرت زدہ سی رہ گئی۔ آخر اسے ہوا کیا تھا؟

ہوش میں آتے ہی وہ اس کے پیچھے بھاگی تھی۔ مگر وہ....وہ جا چکی۔

شاید ہمیشہ کے لئے.....

☆.....☆.....☆

"Unknown Number Calling."

اس نے معین کی طرف دیکھتے کال اٹھالی۔ سامنے سے کوئی مردانہ آواز ابھری اور حسام احمد کا وجود ساکت ہو گیا۔ سارے میں جیسے سیاہی چھا گئی تھی۔ کبھی نہ ختم ہونے والی سیاہی۔

فون بند ہو چکا تھا مگر وہ اب بھی اسی طرح جامد کھڑا تھا۔

''کیا ہوا؟'' معین نے آگے بڑھتے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

وہ معین کی طرف مڑا اور کئی پل ان کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ اس کا گلہ خشک ہو رہا تھا۔ اس نے تھوک نگلتے گلہ تر کیا۔

''وہ اسے لے گئے، چاچو۔'' اس کی آنکھ میں ایک موتی چمکا۔ اور پھر وہ موتی بھاری ہوتے چھلک گیا۔

☆.....☆.....☆

اس نے آنکھیں کھولیں تو خود کو نرم بستر پہ پایا۔کچھ پل وہ نا سمجھی سے چھت کو گھورتا رہا۔مگر آہستہ آہستہ جب دماغ بیدار ہوا تو جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔بے چین نگاہیں گھما کر انہیں تلاشہ۔وہ کہیں نہیں تھیں۔اس کے دل میں ٹیسیں اٹھیں۔

بدحواسی میں ننگے پاؤں ٹھنڈے فرش پر رکھے تو وہ کپکپا کر رہ گیا۔

خود کو کمپوز کرتے آنکھیں بند کیں تو اس کا خوبصورت چہرہ اس سیاہی میں چھا گیا۔اس کی آنکھ سے موتی ٹوٹ کر گرا۔

وہ بھاگتا دروازے پر پہنچا۔وہ بند تھا۔

اس نے زور زور سے اسے پیٹنا شروع کر دیا۔اتنا کے اس کے ہاتھ زخمی ہو گئے۔وہ رکا تب جب سرخ آنکھوں کے ساتھ دروازہ کھولتے اس کے بابا سامنے آئے۔

"بابا،ماں کہاں ہیں؟"اس نے بڑی آس سے پوچھا تھا۔آنسو تواتر بہتے'اس کے گال بھگو رہے تھے۔

پھر اس نے دیکھا کہ وہ نفی میں سر ہلاتے اسے خود میں بھینچ گئے تھے۔

"بابا بتائیں نا،وہ کہاں ہیں؟"وہ ان کے سینے سے لگا پوچھ رہا تھا۔

"وہ نہیں ہیں، بچے۔وہ نہیں ہیں۔"

"ک.... کیا مطلب وہ نہیں ہیں؟ چھوڑیں مجھے میں خود ڈھونڈ لاؤں گا انہیں۔" وہ ان سے خود کو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگا۔

"وہ نہیں آئیں گی۔وہ ہمیں ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئی ہیں۔" ان کی آنکھ سے آنسو لڑھک کر اس کے بالوں میں ہی کہیں جذب ہو گیا۔

اور اسے لگا اس کا دل پھٹ جائے گا۔وہ ہچکیوں سے رونے لگا۔اس کے بابا اسے مزید مضبوطی سے خود میں بھینچ گئے۔

ایک سوال تھا دل میں.....

زندگی اتنی بے درد کیوں تھی؟

☆.....☆.....☆

وہ قدم قدم چلتا اس کے کمرے کے سامنے آکھڑا ہوا۔گہرا سانس لیتے اس نے دروازہ دھکیلا'تو وہ کھلتا چلا گیا۔

اس کی نگاہیں سیدھا اس کے نیم مردہ وجود سے ٹکرائیں۔

وہ بیڈ پر بے سدھ سا پڑا تھا۔ پیلی زرد رنگت کے ساتھ' وہ اس کا دل دھڑکا گیا۔ کتنی تکلیف ہوتی تھی اسے اس حال میں دیکھ کر۔

اس نے ڈاکٹر سے بات کی تھی۔ اور ان کے مطابق کوئی امپرومنٹ (Improvement) نا تھی اس کے کیس (Case) میں۔

اس کا دل کٹ کر رہ گیا۔

وہ لڑکھڑاتے قدم اٹھاتا' اس کے قریب موجود کرسی پہ جا بیٹھا۔ ہاتھ بڑھا کر اس کا ڈرپوں میں جکڑا زرد ہاتھ تھام لیا۔

''عزیر.....'' جب وہ بولا تو اس کی آواز بھاری تھی۔ گلے میں پھندا سا پھنسا تھا۔

''عزیر تم مجھے جواب کیوں نہیں دے رہے؟ ناراض ہو مجھ سے؟'' اس کی آنکھوں میں نمی در آئی۔ سمندر سی آنکھوں میں لہریں اٹھی تھیں۔ سیاہ سمندر!

''پلیز مجھ پہ رحم کھاؤ، ایک بار معاف کر دو، دوبارہ کبھی ناراض ہونے کا موقع نہیں دوں گا۔''

نمکین پانی آنکھ سے لڑھک کر گال بھگو گیا۔

آنکھوں کے پردوں پہ وہ شام گزر گئی۔ قہر برساتی شام.....

''بھائی میرے ساتھ چلیں نا، پلیز۔'' آسمانی ٹی شرٹ پہنے' پیشانی پہ بکھرے بال اور آنکھوں میں منت بھرا تاثر لیے وہ اس کے سامنے بچہ بنا بیٹھا تھا۔ پلیز کو کھینچ کر بولتے' وہ اسے پیارا لگا تھا۔

''نہیں چل سکتا، یار۔ میری ضروری میٹنگ ہے۔'' اس نے برے دل سے اسے انکار کیا۔

''اس وقت کونسی میٹنگ ہوتی ہے بھئی۔'' اس نے کھڑکی سے باہر ڈھلتی مغرب کو دیکھا۔

''اب ہے سو ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔'' اس نے مسکراہٹ دبائی۔ شانے اچکا کر بولتا وہ عزیر کو برا لگا تھا۔

''تو میٹنگ بابا دیکھ لیں گے نا۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔'' وہ بضد تھا۔

اس نے گہرا سانس لیا۔ پھر میز سے اپنا موبائل اٹھا کر اس کے سامنے کیا۔

''لو، تم خود بات کر لو۔''

عزیر نے موبائل تھام لیا۔ اب وہ اسکرین پر انگلیاں گھسیٹتے' شاید علی کا نمبر ڈھونڈ رہا تھا۔ اور اگلے ہی پل اس نے نمبر ملا ڈالا۔ آگے سے کال اٹھالی گئی تو وہ فون کان سے لگا گیا۔

''بابا بھائی کی میٹنگ آپ اٹینڈ کر لیں، پلیز۔'' اس نے دھیمے لہجے میں منمنا کر کہا۔

جواباً آگے سے کچھ کہا گیا اور پھر اس کے تاثرات تھے اور بدر کے قہقہے۔

کال کٹ چکی تھی۔اس نے منہ بسوزتے' بدر کا ہنستا چہرہ دیکھا۔

''آپ کو کس بات پر اتنی ہنسی آرہی ہے؟''اس نے دانت پیسے۔

''میں تو نہیں ہنس رہا۔''اس نے ایک اور قہقہ لگاتے کہا تو وہ سلگ کر رہ گیا۔

''بھائی.....''

''اچھا اچھا سوری۔''اس نے بامشکل مسکراہٹ ضبط کرتے کہا تو وہ غصے سے برے برے منہ بناتا' اٹھ کر چلا گیا۔

پیچھے بدر اسے آوازیں دیتا رہ گیا۔

وہ جیسے کسی خواب سے جاگا تھا۔اس نے چونک کر نگاہ ادھر اُدھر گھمائی۔وہ اب بھی ہاسپٹل کے کمرے میں' کرسی پہ اس کا ہاتھ تھامے بیٹھا تھا۔

اس نے گہرا سانس لیتے خود کو کمپوز کیا۔نرمی سے اس کا ہاتھ بستر پر رکھتے وہ جھٹکے سے اٹھا اور تیز قدم اٹھاتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

مایوس سا۔

شکستہ سا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

☆.....☆.....☆

دوپہر کے ایک بجے بھی سیاہ بادلوں میں گھرا آسمان تاریک تھا۔ بالکل اس کے دل کی طرح۔

وہ معین سے مل کر سیدھا گھر آئی تھی۔ کمرے میں آکر اس نے اپنے پیچھے دروازہ زوردار آواز سے بند کیا تھا۔ وہ اوندھے منہ بستر پہ آگری۔

اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔ اس کا دل یوں تھا مانو آگ لگ گئی ہو۔ جلن، حسد، تکلیف، کیا کچھ محسوس نہ ہو رہا تھا اس وقت۔ بھلا اس کے ساتھ ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟ کیسے وہ اس کے منہ پر انکار کر سکتا تھا؟

اس نے منہ نرم تکیے میں چھپا لیا۔ آنسو آنکھوں سے نکل کر تکیے میں جذب ہونے لگے۔

مگر پھر ذہن نے حرکت کی۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ دماغ جیسے کام کرنے لگا تھا۔ اڈا اڈ کر نئے سے نیا سوال آنے لگا۔

کیا وہ اتنی آسانی سے ہار مان لے گی؟

ذہن میں گردش کرتے سوالوں سنگ' وہ قدم قدم چلتی قد آور آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنے گال چھوے۔ پھر آنکھیں، پھر ناک، پھر لب۔ اس کی آنکھوں سے آنسو پھسلتے' گال بھگوتے' گردن پر بہہ رہے تھے۔

"نہیں! میں کبھی ہار نہیں مانوں گی! اور اگر ہار میرا نصیب ہوا تو بھی تمہیں کبھی جیتنے نہیں دوں گی۔ میرے دل میں لگی آگ ایسے ہی نہیں بجھے گی۔" سرخ آنکھوں سے آئینے میں اپنے عکس کو دیکھتے' وہ کوئی نفسیاتی مریضہ لگ رہی تھی۔

"میں تمہیں برباد کر دوں گی، معین احمد۔ یہ وعدہ رہا تم سے۔" اب کہ وہ گم سم سی اپنی زلفوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔ لہجہ پر سکون ہو گیا تھا۔

اس نے پر سکون سے انداز میں پاس پڑے میز سے پرفیوم کی شیشی اٹھائی اور اسی قد آور آئینے میں دے ماری۔ آئینہ ٹوٹتے کرچی کرچی ہو گیا۔ جیسے اس کا دل ہوا تھا.....

☆.....☆.....☆

ڈھلتی ی عصر رات کا ساسما پیش کر رہی تھی۔ نیلے آسمان پہ سیاہ بادلوں کا راج تھا۔ ہر سو یخ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ بادل زوروں سے گرج رہے تھے۔ آج کوئی طوفان آنا تھا شاید۔ زمین پر یا دلوں پر ؟ معلوم نہ تھا۔

وہ مسلسل کھڑکی سے باہر جھانکتی' نجانے کیا کھوج رہی تھی۔ پھر اس نے ہلکی سی گردن موڑ کر چور نگاہوں سے ساتھ بیٹھے اس پر وقار شخص کو دیکھا۔ ایک نظر دیکھتے' اس نے نگاہیں دوبارہ کھڑکی سے بھاگتے مناظر پہ مرکوز کر لیں۔ سوچوں کی ڈور اس شخص کے گرد لپٹی تھی۔ تین گھنٹے کی ملاقات میں جتنا اس نے اس شخص کو جانا تھا، وہ نہایت نرم طبیعت کا سوبر سا انسان معلوم ہوا تھا۔ پڑھا لکھا خوبصورت ساوہ دراز قد شخص' اسے اچھا لگا تھا۔ کس طرح وہ اسے، حسام کو نرم سی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ بھلا ایسا انسان کیسے کسی کی بیٹی کو ونی کر سکتا ہے؟ ایسی جہالت میں کیوں اپنے ہاتھ گندے کرے گا؟

"نہیں ! یقیناً وہ ایسا نہیں کر سکتے۔" وہ دھیمے سے بڑبڑائی۔

چلتی گاڑی یک دم رکی تھی۔اس نے دیکھا کے ساتھ بیٹھا شخص اب گاڑی سے اترتے' اسے بھی ساتھ آنے کو کہہ رہا تھا۔وہ خاموشی سے گاڑی سے اتر گئی۔اس نے سرسری سی نظر اٹھا کر اس قدآور گھر کو دیکھا۔پھر ایک ٹھنڈا سانس خارج کیا۔

''ہوں.....گھر تو بہت خوبصورت ہے۔(کیا لوگ بھی ہوں گے؟)تو یہ ہے تمہاری سالگرہ کا تحفہ،بہار احمد۔''وہ اپنی بیوقفی پر خود ہی ہنس دی تھی۔

''چلیں،بیٹا۔''وہ علی تھے۔شفقت بھرے لہجے والے'خوبصورت سے علی محمود خان۔اس نے اثبات میں سر ہلاتے قدم آگے بڑھا دیے۔

اگر علی اس سب کے پیچھے نہیں تو پھر کون تھا؟

کیا وہ،اس کا شوہر؟

بدر علی خان؟

سوچوں کا سلسہ جہاں سے ٹوٹا تھا'وہ وہیں سے جوڑ گئی۔

''یقیناً وہ ہی تھا۔''اس نے گردن دائیں بائیں ہلاتے 'گہرا سانس لیا۔زندگی مشکل ہونے والی تھی۔

اس کے قدم اور سوچوں کا سلسلہ یک دم رک گیا۔اب کہ وہ لاؤنج کے عین وسط میں آ کھڑی ہوئی۔

"زلیخابی!"اس نے علی کی بلند آواز سنی۔وہ شاید کسی کو بلا رہے تھے۔وہ انہیں دیکھنے لگی۔

ملازمہ مؤدب سی ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

"بیٹا،زلیخابی آپ کو آپ کا کمرہ دکھادیں گی،مجھے ایک کام سے باہر جانا ہے۔بدر کچھ دیر تک آ جائے گا،آپ پریشان مت ہونا۔"اب کہ وہ اس کی طرف مڑتے'نرمی سے کہہ رہے تھے۔

ان کے لہجے کی شائستگی پر اسے حد درجہ حیرت ہوئی۔اتنا نرم؟

بہر حال.....اس نے اپنی حیرت پہ قابو پاتے'دھیمے سے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

علی اس کے سر پہ شفقت بھرا ہاتھ رکھتے'باہر نکل گئے۔

"چلیں، میم؟"زلیخابی کے شائستگی سے پوچھنے پر'اس نے ہولے سے گردن ہلا دی تھی۔

ابھی اس نے ایک قدم ہی آگے بڑھایا تھا کہ کوئی خاتون اس کے عین سامنے آ کھڑی ہوئیں۔وہ وقت پر نہ رکتی تو یقیناً بری طرح ان سے ٹکرا جاتی۔

''تو تم ہو اس غلیظ شخص کی بہن!'' انہوں نے نفرت و حقارت سے اسے سر تا پا دیکھا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کون ہیں۔ اس نے گہرا سانس لیا، جیسے بڑا ضبط کیا ہو۔

''دیکھیں میں جانتی ہوں کہ جو کچھ ہوا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ مگر یہ سب قسمت تھی۔ اللہ کا فیصلہ تھا۔ اور ہم اللہ کے فیصلوں کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔'' اس نے ان کے تیکھے الفاظ کو نظر انداز کرتے' انتہائی نرمی سے کہا۔ ان کا بیٹا موت کے منہ میں تھا۔ یہ عمل فطری تھا۔ اور وہ بھلا ان کا غم کیسے نہ سمجھتی، اس کا بھائی کچھ دیر بے ہوش رہا تھا اور اس سے برداشت نہ ہوا۔ ان کے بیٹے کی تو زندگی کا ہی کچھ معلوم نہ تھا۔

''تم بدذات لڑکی! میرے سامنے زبان چلاتی ہو۔'' انہوں نے دائیاں ہاتھ بلند کیا۔ مگر اس سے پہلے کہ ان کا ہاتھ اس کے رخسار کو چھوتا' وہ پہلے ہی ہوا میں روک دیا گیا تھا۔

''میں جانتی ہوں آپ اپنے بیٹے کی وجہ سے غمزدہ ہیں۔ اور میں سمجھ سکتی ہوں آپ کی کیفیت۔ مگر اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ آپ مجھ پر ہاتھ اٹھائیں۔ جو کچھ ہوا اس میں میرے بھائی کا کوئی قصور نہیں تھا اور جلد ہی میں یہ ثابت بھی کر دوں گی۔ لیکن تب تک' برائے مہربانی خود کو قابو میں رکھیں ورنہ اگر آپ کو لگتا ہے کہ میں کسی بھولی، معصوم سی لڑکی کی طرح آپ کے ظلم و

ستم کو برداشت کروں گی تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔میں کسی صورت بھی اپنے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونے دوں گی۔اس گھر میں آنے کا مقصد بھی صرف ازمیر کی بے گناہی ثابت کرنا ہے ورنہ مجھے مجبور مت سمجھئے گا۔"اس کے ہاتھ میں نرمین کی کلائی جکڑی تھی۔آنکھیں سرخ پڑ گئی تھیں۔اسے اپنی عزت نہایت عزیز تھی۔وہ اس پہ کوئی سمجھوتا نہیں کر سکتی تھی۔جبکہ لہجہ اب بھی نہایت دھیما تھا۔وہ ان سے کسی قسم کی بدتمیزی نہیں کرنا چاہتی تھی۔وہ ان کا غم سمجھتی تھی۔

وہ اسے حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔پھر اچانک ان کی آنکھوں میں نمی در آئی۔اب وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھیں۔ان کی نظریں اس کی پشت پہ کسی شے پر مرکوز تھیں۔

"بدر،بدر دیکھوں یہ....."

بدر؟کیا وہ وہی تھا؟اس کا دل دھڑکا تھا اور وہ آنکھیں میچ گئی۔

"یہ لڑکی مجھ پر،تمہاری ماں پر ہاتھ اٹھا رہی ہے....."

اس نے حیرت سے میچی آنکھیں کھولی تھیں۔"میں نے کب ان پہ ہاتھ اٹھایا؟استغفراللہ!"وہ محض سوچ ہی سکی۔

www.novelsclubb.com

"حالانکہ میں نے تو اسے....."

"بس کر دیں، امی! کیوں جھوٹ بول رہی ہیں؟ میں نے دیکھا کس نے کس پہ ہاتھ اٹھایا اور کس سے بد تمیزی کی۔" اس نے ان کی بات بیچ میں ہی کاٹ دی۔ آواز قدرے اونچی تھی۔ نرمین کو حیرت ہوئی۔ وہ بھلا کب اس سے اس لہجے کی توقع رکھتی تھیں۔

"لو بھئی..... یہاں تو بندے کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک عدد دماغ دے رکھا ہے۔ پھر مجھے ونی میں لانے کا پلان کس کا تھا؟ اور مجھ پر وہ سگنیچر (Signature) ظلم و ستم کون کرے گا جو عموماً ونی میں آئی لڑکیوں پر ہوتا ہے؟" بہار احمد کی اپنی پریشانیاں تھیں۔

اسے اس کی سوچوں سے کلائی پہ بندھے لمس نے باہر نکالا تھا۔ اس نے حیرت سے نگاہیں جھکا کر اپنی کلائی کو دیکھا۔ اس کی کلائی پہ مردانہ ہاتھ رکھا تھا۔ وہ اس کی کلائی تھامے کھڑا تھا۔ بڑے استحاق سے۔ اس کی ہمت نہ ہوئی کہ نظر اٹھا کر اسے دیکھ لے۔ وہ برف کی ہو گئی۔

بدر نے نظریں اپنی ماں پر جما رکھی تھیں۔ وہ اس کا ہاتھ تھامے' اسے لیے نرمین کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

''میں نے ہمیشہ آپ کی ہر بات مانی ہے، امی۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کچھ بھی کریں اور میں خاموش رہوں۔ جو بھی ہے، جیسے بھی ہے، مگر اب یہ میری بیوی ہیں اور میں کبھی بھی برداشت نہیں کروں گا کہ کوئی میری بیوی کے ساتھ ایسا سلوک کرے۔ اور شاید آپ ہمارے درمیان ہوئے معاہدے کے بارے میں بھول گئی ہیں۔ بہر حال..... آئندہ میں ایسی کوئی چیز برداشت نہیں کروں گا، بعد میں مجھ سے شکایت مت کیجئے گا۔'' وہ بڑے ضبط سے کہہ گیا۔ آنکھوں کے کنارے سرخ پڑ گئے۔ اسے ان سے اس رویے کی امید نہ تھی۔ وہ بھلا ایسا کیسے کر سکتی تھیں؟ اسے افسوس ہوا۔

جبکہ نرمین نے شاک سے اسے دیکھا۔ پھر اس لڑکی کو جو سر جھکائے، معصوم سی معلوم ہوتی تھی۔ دو منٹ میں کون سا جادو کر دیا تھا اس نے ان کے فرمانبردار بیٹے پر؟ وہ حیرت میں ڈوبیں، حقارت سے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔ وہ شاید اسے یونہی نظروں سے نگل جاتیں، لیکن بدر نے ان کا ارادہ چکنا چور کر دیا تھا۔ وہ یونہی اس کا ہاتھ تھامے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اور وہ ابھی تک اس کے لفظوں میں جکڑی، اس کے ساتھ چلتی جا رہی تھی۔ اس کے لفظ بیوی، پر دل دھڑکنے کی رفتار حد درجہ بڑھ گئی تھی۔ کانوں میں اس کے الفاظ گونج رہے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھے۔ پھر اسے علی کا رویہ یاد آیا۔ان کے لہجے کی شفقت و عزت یاد آئی۔ کیا ونی میں آئی لڑکیوں کو اتنی عزت دی جاتی تھی؟ کیا انہیں اس مان سے بیوی کہا جاتا تھا؟

وہ ان ہی سوچوں میں ڈوبی تھی جب وہ اسے لئے کمرے میں آ پہنچا۔اس نے اپنے ہاتھ میں تھاما اس کا نرم ہاتھ چھوڑ دیا۔ بہار دروازے میں کھڑی رہ گئی' جبکہ وہ خود کمرے کے وسط میں جا کھڑا ہوا تھا۔ بہار کی طرف اس کی پشت تھی۔ وہ اس سے منہ موڑے' معافی کے الفاظ کھوج رہا تھا۔ مگر ہمت نہ ہو رہی تھی۔ آخر وہ کس منہ سے معافی مانگتا۔ بہر حال..... کچھ بھی کر کے اسے معافی مانگنی تو تھی ہی۔ سو اس نے گہرا سانس لیا۔

''جو کچھ ہوا اس کے.....'' وہ کہتے کہتے پلٹا اور وہیں جامد رہ گیا۔ آواز منہ میں ہی کہیں دب سی گئی۔اس کی دھڑکن ساکت ہو گئی۔ ساری دنیا جیسے تھم سی گئی تھی۔ سارا جہاں جیسے کہیں پیچھے رہ گیا تھا۔ بس وہ منور چہرہ سامنے تھا۔ وہ بے ساختہ سا اسے دیکھتا رہ گیا۔ کیا قسمت اتنی مہربان بھی ہو سکتی تھی؟

وہ اس کے سامنے تھی۔ بالکل سامنے۔ ہاتھ مسلتی' سر جھکائے' وہ کنفیوز سی اس کے کمرے میں اس کے ساتھ تھی۔اس کی بیوی بن کر۔ کیا یہ خواب تھا؟

بہار نے اس کی آواز پہ جھکی نظریں اٹھائیں۔ مگر اسے یوں خود کو ٹکٹکی باندھے دیکھتا پا کر وہ سٹپٹاتی نگاہیں جھکا گئی۔ اور اب اس کے بوٹوں کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔ اسے اس کے دیکھنے کے انداز پہ حیرت ہوئی تھی۔ مگر اصل حیرت تو اسے تب ہوئی، جب ان دو بوٹوں کو دور جاتے دیکھا۔ حیرت بھری نگاہیں تب تک ان پر ٹکی رہیں جب تک وہ دور جاتے جاتے واشروم کے دروازے کے پیچھے گم نا ہو گئے۔

اس نے شاک کی سی کیفیت میں جھٹکے سے سر اٹھایا۔ وہ وہاں نہیں تھا۔ پورے کمرے میں، وہ کہیں نہیں تھا۔

"ہیں؟ عجیب انسان ہیں بھئی۔ بات تو پوری کرتے۔ اویں سسپنس (Suspense) ڈال کر چلے گئے۔" اس کا منہ سوجھ گیا تھا۔

اس نے بوریت سے نگاہیں کمرے میں گھمائیں۔ پورا کمرہ سیاہ تھا۔ حتّٰی کہ دیوار میں نصب وہ تصویر بھی۔

"کالا کوا! رنگ کے علاوہ سب کچھ سیاہ ہی ہے ان کا۔ ہونہہ۔" اسے بدر کا سیاہ تھری پیس یاد آیا۔ چہرہ دیکھنے سے وہ قاصر رہی مگر کپڑوں پہ خوب غور کیا تھا۔ چہرے سے اسے خود کو گھورتی اس کی آنکھیں یاد آئیں، جس کی وجہ سے وہ سکون سے اس کا چہرہ بھی نہ دیکھ سکی تھی۔

"یہ بندہ تو ٹھرکی ہے بھئی۔ بھلا کوئی شریف بندہ ایسے گھورتا ہے؟ استغفرُللہ! چھوڑو یار، بہار۔" اس کا چہرہ ہلکا ہلکا سرخ پڑ گیا تھا۔

خفت مٹانے کو اس نے ایک بار پھر نگاہیں گھمائیں تو وہ ڈریسنگ ٹیبل پہ جا ٹکیں۔ اور اس کی آنکھیں جیسے کسی نے کھینچ کر بڑی کر دی تھیں۔ پرفیومز ہی پرفیومز!

"استغفرُللہ اتنے زیادہ پرفومز! یہ بندہ پرفیوم لگاتا ہے کہ ان سے نہاتا ہے؟" اسے حقیقتاً حیرت ہوئی۔ سنگھار میز مکمل پرفیومز میں لپٹی ہوئی تھی۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھایا پھر واپس کھینچ لیا۔ اگر وہ دیکھ لیتا تو کیا سوچتا۔ جب نظر بھٹکتی 'میز پہ پڑے کارڈ سے جا ٹکرائی۔ وہ بدر کا آئی۔ ڈی کارڈ تھا۔ اب کہ جو ہاتھ بڑھا تو خالی ہاتھ کھینچا نہ گیا۔ اس نے ہاتھ میں تھامے کارڈ کو دیکھا۔ نام' پتہ جاننے میں اسے خاص دلچسپی نہ تھی۔ اصل چیز تو تاریخ پیدائش تھی۔ اس کا ذہن دوسروں سے الٹا ہی چلتا تھا۔

”ہیں؟ یہ ستائیس سال کے ہیں؟“

”وہ شخص اکتیس سال کا ہے۔“

اس کے کانوں سے نفیسہ کی آواز ٹکرائی تھی۔

”اللہ اللہ خالہ! پتا نہیں کس نے آپ کو اتنی غلط انفارمیشن (Information) دے دی۔ میرا تو دل ہی نکال دیا تھا آپ نے۔“ اس نے کارڈ سینے سے لگا لیا تھا۔

”اللہ کا شکر ہے، کم از کم دس سال کی رینج (Range) میں تو ہیں۔ الحمدللہ!“ بس اب شکرانے کے نوافل ادا کرنے کی ہی کمی رہ گئی تھی۔

پانچ منٹ کے جشن کے بعد اس کی دلچسپی اس کارڈ سے بھی چھوٹ گئی تھی۔ وہ بیزار سی ہوتی کمرے ہی میں موجود صوفہ پہ جا بیٹھی۔

☆.....☆.....☆

اس نے دروازہ بند کرتے اس سے ہی ٹیک لگا کر آنکھیں موند دیں۔ داڑھی موچھ سے چھلکتے ہونٹوں پر میٹھی سی مسکان تھی۔

وقت کا پہیہ الٹا گھومنے لگا تھا۔ وہ پانچ ماہ پیچھے جا پہنچا۔

جون کی شدید گرمی میں وہ عزیر کے ضد کرنے پر اس کے ساتھ شاپنگ کے لئے آیا تھا۔ عزیر کی عادت تھی، وہ اپنی ہر چیز اس کی پسند سے لیتا تھا اور اس کی ہر چیز اپنی پسند سے۔ اکیس سالہ عزیر کچھ بچکانہ سا تھا۔ ایک چیز کی ضد کر لیتا تو بس دوسرا سانس تب ہی لیتا جب وہ ضد پوری ہو جاتی۔ اور ایسا کہاں ممکن تھا کہ عزیر سفیر کوئی خواہش کرے اور بدر علی اسے پورا نہ کرے۔

''بھائی آپ ذرا ایک منٹ یہیں رکیں میں آتا ہوں۔'' وہ عجلت میں کہتا آگے بڑھ گیا۔ بدر محض گردن ہلا کر رہ گیا تھا۔ وہ گردن کی پشت مسلتے 'بیزاری سے ارد گرد نظریں گھمانے لگا۔ جب اس کے عین پیچھے سے کچھ گرنے کی آواز آئی۔ اس نے سرسری سا گردن موڑ کر دیکھا اور وہ چاندی کا مجسمہ ہو گیا۔ دل کی ڈھڑکنیں یک دم تیز ہوئی تھیں۔ ساکت آنکھیں اس منظر پہ ہی جمی رہ گئیں جہاں وہ زمین پر گری تھی۔ ساتھ ایک ڈمی بھی گری پڑی تھی۔ اس کا دوپٹہ اور بال منہ پہ آرہے تھے۔ اس نے الجھتے بال ٹھیک کیے تو وہ خوبصورت چہرہ سامنے آیا۔ اور اس کی جیسے دنیا ہی پلٹ گئی۔ کسی چیز کا ہوش رہا نہ خبر۔ کیا دل یوں بھی بے ایمان ہوتا ہے؟

''چلیں بھائی۔'' عزیر اس کے قریب آتے بولا مگر جواب ندارد۔

www.novelsclubb.com

''بھائی؟'' اس نے ایک بار پھر پکارتے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور پھر حیرت سے دوبارہ اپنے بھائی کو دیکھا۔ اس کے چہرے پہ شریر سی مسکراہٹ آ گئی۔ وہ بڑی دلچسپی سے اس کے تاثرات دیکھنے لگا۔

اور بدر اب بھی اس ہی منظر میں الجھا تھا، جہاں اب کوئی لڑکا آتا' اس کی طرف ہاتھ بڑھا گیا تھا۔

اور وہ اس کا ہاتھ تھامتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ وہ ساکت رہ گیا۔

عزیر کی آنکھوں سے یہ منظر مخفی ہی رہا تھا۔ وہ اب بھی بدر کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے گردن موڑ کہ سامنے دیکھا۔ وہ لڑکی اب وہاں نہیں تھی۔ پر بدر اب بھی کسی طلسم میں جکڑا کھڑا تھا۔ اس نے مسکراہٹ دبائی۔

''وہ چلی گئیں، بھائی۔'' وہ اس کے کان کے بالکل قریب آ کر بولا تو وہ چونک اٹھا۔

''کیا؟'' اس نے واقعی سنا نہ تھا۔

''میں نے کہا وہ چلی گئیں۔'' وہ لب دبائے کھڑا تھا۔ بدر ہڑبڑا کر رہ گیا۔

''ک..... کون؟'' وہ نظریں چُرا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

''وہی جنہیں آپ گھنٹے سے یہاں کھڑے گھور رہے تھے۔''اس کی شریر نگاہیں بدر کے گھبرائے سے چہرے پر مرکوز تھیں۔

''بکومت!''وہ نظریں چُراتا آگے بڑھ گیا۔پیچھے عزیر کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

منظر بدلہ تھا۔وہ دوبارہ اپنے واشروم میں آپہنچا۔

اسے یاد تھا کیسے وہ لڑکی اس دن کے بعد اس کے خیالوں میں بڑے حق سے رہتی تھی۔جیسے اس کا دل مول دے کر خرید لیا ہو۔

مگر وہ تو سیراب تھی۔لاحاصل تھی۔پھر اب کیسے وہ اس کے ساتھ تھی۔اس کے کمرے میں، اس کی بیوی بن کر۔

اسے تو لگا تھا وہ اسے کبھی نہیں پاسکتا۔امی نے تو اسے دیکھے بغیر ہی انکار کر دیا تھا۔

''ایسا کبھی نہیں ہوگا، بدر! تمہاری دلہن میں اپنی مرضی سے لاؤں گی۔اور انکار کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا کے تم پہلے اپنی ایک ماں کھو چکے ہو۔''

ان کے درشتگی سے کہے الفاظ اس کے کانوں میں گونجے تھے۔ کتنی بے بسی محسوس ہوئی تھی اس وقت۔ ایک وہ دن تھا جب نرمین اس لڑکی کو اس گھر میں لانے سے انکار کر رہی تھیں اور ایک آج کا دن تھا جب وہ زبردستی اسے اس کی زندگی کا حصہ بنا گئی تھیں۔

وہ دھیما سا مسکرایا۔ تقدیر بھی کیا کھیل کھیلتی ہے۔ چند منٹ بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے نوافل ادا کرنے تھے۔ وہ وضو کرنے کو آگے بڑھ گیا۔

☆.....☆.....☆

وہ باہر نکلا تو اسے صوفہ پہ سوتے پایا۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اس کے سر پہ جا پہنچا۔ وہ گھٹنے سمیٹے انہیں سینے سے لگائے بیٹھی، دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے ان پہ سر ٹکائے سو رہی تھی۔ اس کی پوزیشن خاصی گیر آرام دہ تھی۔ بدر نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

کیا وہ اسے یہیں سوتا چھوڑ دے؟ اتنی گیر آرام دہ جگہ پر؟ نہیں!

پھر کیا وہ اسے جگا کر بستر پہ جانے کو کہے؟ یہ بھی نہیں۔ اس طرح تو اس کی نیند خراب ہوتی۔ ان حالات میں تو وہ خود سو نہیں پایا تھا پھر اس کا کیا حال ہو گا۔ وہ اسے جگا نہیں سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

''تو پھر کیا....اٹھا کر لے جاؤں؟'' یہ سوچ بے ساختہ تھی۔اس نے ہڑبڑا کر اس کے چہرے کو دیکھا جیسے اس نے اس کی سوچ پڑھ لی ہو۔ مگر وہ تو سو رہی تھی۔

''اٹھانے میں اتنا کوئی مسئلہ بھی نہیں ویسے۔پر جب وہ جاگے گی تو کیا سوچے گی۔'' وہ ایک بار پھر سوچوں کی دلدل میں جا پھنسا تھا' جب بہار خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتی آنکھیں کھولے' نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ نیند کا خمار ابھی قائم تھا کہ وہ کچھ بھی سمجھ نہ پا رہی تھی۔

جبکہ وہ جو اس کی طرف ہلکا سا جھکا اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا اس کے انکھیں کھولنے پر بوکھلاتا پیچھے ہوا تھا۔ پھر بامشکل حلق تر کرتے اس نے آواز نکالی۔

''آپ بیڈ پر سو جائیں میں باہر جا رہا ہوں۔'' اپنی بات مکمل کرتے وہ اس تیزی سے کمرے سے باہر نکلا جیسے ایک سیکنڈ کی بھی دیر کی تو ٹرین چھوٹ جائے گی۔ عجلت میں کمرے سے جائے نماز لینا تک یاد نہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تف ہے تم پہ بدر علی! تم تو یونہی پاگلوں کی طرح اسے گھورتے رہتے اگر وہ خود نہ جاگ جاتی۔ کیا بنے گا تمہارا۔" کمرے سے باہر آتے اس نے تاسف سے گردن ہلائی تھی۔ جبکہ پیچھے کمرے میں بیٹھی وہ اب تک نا سمجھی سے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ یہ بھلا ہوا کیا تھا۔

"کہیں یہ پاگل واگل تو نہیں؟" اس نے منہ چڑھا کر دروازے کو دیکھا۔

"ہاہ!..... یہ پاگل ہیں اس لئے ان سے کوئی شادی نہیں کرتا ہو گا جس وجہ سے ان لوگوں نے زبردستی میری شادی کروادی ان سے۔" وہ پرجوشی سے یک دم اچھلی تھی۔ جیسے اس کے ہاتھ قارون کا خزانہ لگ گیا ہو۔

اب انگلی تھوڑی پہ ٹکائے وہ آلتی پالتی مارے بیٹھی' انکھیں سکیڑے پر سوچ سی لگتی تھی۔

☆.....☆.....☆

اسے ہوش آیا تو وہ بستر پہ لیٹا تھا۔ نگاہیں گھما کر دیکھا تو اسے شکستہ سا حسام احمد نظر آیا۔ وہ ہاتھوں میں سر گرائے صوفہ پر بیٹھا تھا۔ شاید اس کے ہوش میں آنے سے انجان تھا۔ پھر نگاہ موڑ کر بائیں جانب دیکھا تو وہاں کرسی پہ گم سم سی رومیسہ بیٹھی تھی۔ ایک وجود کی غیر موجودگی نے اسے ٹھٹھکنے پر مجبور کیا تھا۔

''آپی!''اس کے لب ہولے سے ہلے تھے۔آواز ہلکی سی تھی مگر کمرے میں پھیلے موت سے سناٹے کو چیر گئی۔حسام نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔رومی دوڑ کر اس کے قریب آئی۔

''کیسے ہو تم؟''وہ اس کا ہاتھ تھامے پوچھ رہی تھی۔آنکھوں میں نمی تھی اور لبوں پہ جھوٹی مسکان۔حسام سر دوبارہ ہاتھوں میں گرا گیا تھا۔آنکھوں میں نمی تھی نہ سرخی۔بس ہر سو ویرانی چھائی تھی۔

''آپی کہاں ہیں؟وہ یہاں کیوں نہیں ہیں؟''دل دھڑکنے کی رفتار سست پڑ گئی تھی۔

''وہ چلی گئی۔''وہ حسام احمد تھا۔پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ اس کے عین سامنے آ کھڑا ہوا۔انداز نارمل تھا مگر آنکھیں....آنکھیں نہیں۔

''ک.....کیا م.....مطلب؟''اس کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا پھنسا تھا۔آنکھوں میں دھند چھانے لگی۔حسام گہرا سانس لیتے ضبط سے اس کے ساتھ ہی بستر پہ بیٹھ گیا۔

''اس کی شادی ہو گئی ہے نا تو وہ چلی گئی۔''وہ نارمل ہوتے ہوئے بھی ابنارمل لگتا تھا۔

''ک.....کس سے؟''اب کہ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔جواب وہ جانتا تھا پر کاش جو وہ سوچ رہا ہے وہ جھوٹ ہو۔

حسام نے گردن موڑ کر کرب سے اسے دیکھا۔اس کی بہن چلی گئی تھی۔ وہ ایک ان دیکھی دلدل میں جا پھنسی تھی۔دل میں درد اٹھا تھا۔ مگر اسے خود کو سمبھالنا تھا۔ازمیر کے لئے،اپنی ماں کے لئے، بہار احمد کے لئے۔

اس نے زور سے اسے خود میں بھینچ لیا۔

''اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔یہ سب قسمت تھی۔اور قسمت میں جو لکھا ہوتا ہے، وہ ہو کر رہتا ہے۔ہم اپنے نصیب سے نہیں لڑ سکتے۔'' وہ بھاری دل سے کہہ رہا تھا۔

ازمیر کو جیسے یہ سننے کے بعد کچھ سنناہی نہ تھا۔وہ ہچکیوں سے رونے لگا تھا۔

''سب میری غلطی ہے۔سب میری وجہ سے ہوا۔میں برا ہوں۔میری آپی میری وجہ سے اس دلدل میں جا پھنسی ہیں۔مجھے مرنا ہے، بھائی۔مجھے نہیں جینا۔پلیز مجھے مار دیں۔'' وہ جیسے آپے سے باہر ہو گیا تھا۔اس سے خود کو چھڑواتے وہ چیخ رہا تھا۔رومیسہ منہ پہ ہاتھ رکھتے' سسکی دباتی کمرے سے بھاگ گئی تھی۔

جب بہت کوشش کے بعد بھی وہ قابو میں نہ آیا تو مجبوراً اسے بے ہوش کرنا پڑا۔اسے پہلے بھی بے ہوش کیا گیا تھا تاکہ بہار کو سکون سے رخصت کیا جاسکے۔

حسام نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

☆.....☆.....☆

رات گہری ہوتی جارہی تھی۔آسمان سیاہ تھااور چاند بادلوں کے پیچھے چھپاہوا تھا۔وہ اتنے گھنٹوں سے کمرے میں بند رہ رہ کراب اکتاگئی تھی۔وہ بیزاری سے اٹھتی بالکونی میں آکھڑی ہوئی۔ ریلنگ پہ ہاتھ ٹکائے'وہ ارد گرد کا جائزہ لینے لگی۔

وہ ناک کی سیدھ میں دیکھ رہی تھی،جب وہ کمرے کادروازہ کھولتااندرداخل ہوا۔اسے بالکونی میں کھڑادیکھ کروہ اسی طرف آگیا۔وہ اس کی موجودگی سے ناآشنا تھی۔احساس تب ہوا جب وہ سیاہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا'اس کے اوراپنے درمیان کچھ فاصلہ قائم کرتے'اس کے برابر آکھڑاہوا۔وہ اب بھی سیاہ تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھا۔بس اس وقت کوٹ اتار رکھا تھا۔وہ جاذب نظر دکھتا تھا۔

اس نے جھٹکے سے مڑکر اسے دیکھا۔وہ سامنے لان کو دیکھ رہا تھا۔وہ خاموشی سے مزید فاصلہ قائم کرگئی۔ریلنگ سے ہاتھ ہٹالئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"مجھے نہیں پتا کہ آپ میرے بارے میں کیا سوچتی ہیں۔ مگر جو کچھ ہوا، میں نے کبھی نہیں چاہا تھا۔نہ بابا نے۔یہ محض ہماری مجبوری تھی۔اگر آپ یا آپ کی فیلمی ہرٹ ہوئی ہے تو اس کے لئے آئم سوری۔جانتا ہوں اس سے آپ کی تکلیف کا مداوا نہیں ہو سکتا مگر میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ آپ کو کوئی پریشانی نہ ہو۔"وہ کہہ رہا تھا اور وہ بس خاموشی سے ریلنگ پہ جمے اس کے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

"ٹرسٹ می۔میں آپ کو ہرٹ نہیں کروں گا۔"اب کہ وہ گردن موڑے'اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔بہار نے بے ساختہ جھکی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔سیاہ آنکھیں بھوری آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔بدر کا دل بے ساختہ دھڑک اٹھا۔اس نے اس کی آنکھوں میں یقین دیکھا تھا۔وہ پر سکون سا ہو گیا۔کچھ پل یونہی گزر گئے۔پھر وہ نظریں جھکا گئی۔ہاتھ مسلتے وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔منتظر سا۔

"آپ کے بھائی کے ساتھ جو ہوا، وہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔مجھے حقیقتاً افسوس ہے۔م.... مگر میرے بھائی نے کچھ نہیں کیا۔سچ میں وہ.....وہ مجھ سے کچھ نہیں چھپاتا۔اس نے نہیں کیا کچھ

بھی۔''اٹک اٹک کر کہتے' اسے پتا نہ چلا کب اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو گیا۔بدر چند قدم چل کر اس کے قریب ہو گیا۔

''آپ سو جائیں، میں سٹڈی میں جا رہا ہوں۔''اس کی کلائی پکڑتے اس نے جیب سے رمال نکالا اور اس کی ہتھیلی پہ رکھ دیا۔قدم موڑ لیے۔

وہ چلا گیا تھا' مگر وہ اب بھی کمرے سے جڑے دروازے کو دیکھ رہی تھی' جہاں سے وہ گیا تھا۔ پھر اس نے نگاہ جھکا کر ہتھیلی پہ رکھے رومال کو دیکھا۔وہ مٹھی بھینچتی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

☆.....☆.....☆

آج اسے اس گھر میں آئے ہفتہ ہو گیا تھا۔وہ اس ہفتے میں ایک آدھ بار ہی کمرے سے باہر نکلی تھی۔نرمین نے بھی دوبارہ کچھ نہ کہا۔شاید بدر کی کہی بات فالحال کام کر گئی تھی۔بدر اکثر سٹڈی روم میں ہی رہتا تھا۔کمرے میں اس کا آنا صرف ضرورت کے تحت ہوتا تھا۔اس دن کے بعد اس کی اس سے کوئی بات نہ ہوئی تھی۔ علی اس کے نکاح کے دن ہی اسے گھر چھوڑتے کہیں چلے گئے تھے۔شاید انہیں کوئی کام تھا۔

وہ بالکونی میں کھڑی، لان میں ہوتی مسلسل چہل پہل دیکھ رہی تھی۔ جب اچانک گیٹ کھلا اور سیاہ رنگ کی وہ گاڑی اندر داخل ہوئی۔ گاڑی سے نکلتے بدر سے اس کی نظریں ٹکرائیں۔ اب وہ جھک کر علی کے لئے دروازہ کھول رہا تھا۔ جب خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے اس نے اوپر اپنے کمرے کی بالکونی کی طرف دیکھا۔ مگر رات کے پہر بتیوں سے پاک بالکونی میں اسے کچھ نظر نہ آسکا۔ پھر بھی وہ جانتا تھا کہ وہ اسے دیکھ رہی ہے۔ اس کے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ آئی جسے وہ فوراً چھپا گیا۔ اس سے پہلے کہ بہار بوکھلا کر پیچھے ہٹ جاتی اس نے اپنی نگاہوں کا رخ بدل لیا۔ یوں جیسے اس نے کچھ دیکھا ہی نہ ہو۔ بہار نے سینے میں اٹکا سانس خارج کیا۔ اب وہ پر سکون سی دوبارہ لان کا منظر دیکھنے میں مصروف تھی۔ غیر ارادی طور پہ وہ مسکرا رہی تھی۔

کچھ دیر وہاں رکنے کے بعد اسے پیاس محسوس ہوئی تو وہ اندر آگئی۔ سائڈ ٹیبل سے جگ اٹھا کر دیکھا تو وہ خالی تھا۔ اس نے مجبوراً کمرے کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔

"اب تو میں اس لڑکی کو اس گھر میں لے آئی ہوں۔ اب تو عزیر مجھ سے خفا نہیں ہو گا نا؟" وہ کچن کی طرف جا رہی تھی جب راستے میں آتے، گیسٹ روم سے اسے آواز آئی۔ اس نے اپنا ذکر

سنا تو وہیں ٹھہر گئی۔ ہلکے سے کھلے دروازے سے اندر جھانکا تو زمین کو فون کان سے لگائے پایا۔

اس کا رواں رواں کان بن گیا۔

”یہ گیسٹ روم میں کیوں چھپی بیٹھی ہیں؟“ وہ دھیمے سے بڑبڑائی۔ اتنے دنوں سے تو اس نے زمین کو کبھی یہاں نہ دیکھا تھا۔ یہ کمرہ تو بند ہی رہتا تھا۔ اسے تجسس ہوا تو وہیں کان لگائے کھڑی ہو گئی۔ یہ اس کی بری عادت تھی۔

”ہوں.... میرا بچہ تو راضی ہو گیا مگر وہ بدر ہاتھ سے نکل گیا ہے۔“ آگے سے کچھ کہا گیا تھا جس کے جواب میں وہ بولیں۔

”کیا مطلب؟“ اسپیکر پہ آواز گونجی تھی، جسے سننے سے بہار قاصر تھی۔

”مطلب یہ کہ وہ تو اس لڑکی کے پیچھے لٹو ہوا پھر رہا ہے۔ پتا نہیں کیا جادو کر دیا ہے اس نے۔ جو بدر میرے سامنے ایک لفظ نہ کہتا تھا، اس دن اس لڑکی کے لئے اتنی لمبی تقریر کر کے گیا ہے۔“

”لٹو؟ ملتے تک تو ہیں نہیں۔ لٹو کیا خاک ہوں گے۔ لگتا ہے مسز علی اس دن کی عزت افزائی دل پہ لے گئی ہیں۔“ اس نے آنکھیں گھمائیں۔

”اور وہ لڑکی، اس کی تو پوچھو ہی مت۔ وہ عام لڑکیوں جیسی نہیں ہے۔“

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بالکل سہی سمجھی ہیں ساسو ماں۔ صدقے جاؤں۔" اس نے چہرے کے گرد ہاتھ رکھتے' بڑی خوشی سے کہا۔ کبھی کبھی تو اینٹرٹینمنٹ (Entertainment) کا سامان ملتا تھا اس گھر میں۔

"میں نے تو سوچا تھا بھولی بھالی، معصوم سی ہو گی۔ میں جو کہوں گی وہ کرے گی۔"

"اپنے امی ابا کی تو میں نے کبھی مانی نہیں ان کے اشاروں پہ چلوں گی؟ استغفرُللہ! بھئی خوش فہمی کی بھی حد ہوتی ہے۔" اسے واقع حیرت ہوئی تھی۔ بہار احمد سے بھلا کوئی ایسی امید کیسے رکھ سکتا ہے۔ استغفرُللہ!

"مگر اس کی تو دس فٹ کی زبان ہے۔ بندہ ایک لفظ کہے آگے سے سو سنا دیتی ہے۔ اوپر سے ہے بھی بہت خوبصورت۔ بھلا بدر کیوں نہ اس کا دیوانہ ہو۔ مجھے پہلے پتا ہوتا کہ ایسا ہو گا تو کبھی یوں نہ کرتی۔" وہ سرگوشی میں نفرت سے کہہ رہی تھیں۔

"ارے نہیں۔ ایسے مت سوچو۔ بدر کے اس کے ساتھ اچھے سلوک کی وجہ صرف اس کی نرم دلی ہی ہو گی ورنہ تم نے خود کہا تھا کہ وہ اتنے دن سے سٹڈی روم میں رہ رہا ہے۔ اگر اسے پسند کرتا تو کیا اس سے یوں الگ تھلگ رہتا؟ کبھی نہیں۔ یہ مرد کی فطرت ہی نہیں۔ اور رہی بات

اس لڑکی کی تو اسے تم قابو کرونا۔اسے اس کی اوقات بتاؤ۔اسی لیے تو اسے ہم یہاں لائے ہیں۔"

"اللہ! پتا نہیں یہ بندہ کون سی رام کتھا سنا رہا ہے جو ختم ہی نہیں ہو رہی۔" وہ سپیکر سے ابھرتی آواز سننے سے قاصر تھی۔اور وہ کوئی گھنٹے سے کچھ کہے جا رہا تھا۔اب اسے کوفت ہونے لگی تھی۔

"میں بھلا کیسے اسے اس کی اوقات یاد دلاؤں۔ تمہیں تو پتا ہے بدر اور علی کا۔ان کی دوسروں کے لئے ہمدردی ہی ختم نہیں ہوتی۔میں تو اس لڑکی کو بھی کتنے جتن کر کے اس گھر میں لائی ہوں۔کیا کچھ نہ کیا میں نے اس کے لئے۔ان کے ہوتے بھلا میں کیا ہی کر سکتی ہوں۔" وہ بیزار سی لگتی تھیں۔بہار کو حیرت ہوئی۔اسے اس گھر میں یہ لائی تھیں؟

وہ خاموشی سے پیچھے ہٹ گئی۔

وہ کچن میں آئی تو زلیخا بی کھانے کی تیاری میں مصروف تھیں۔وہ ہولے سے ان کے قریب ہوئی۔

"کیا کر رہی ہیں،بی؟"

''کھانا بنا رہی تھی، مسز بدر۔ آج زرا دیر ہو گئی۔ میم آئیں گی تو بہت ڈانٹ پڑے گی۔'' وہ تیزی سے ہاتھ چلاتی کہہ رہی تھیں۔

''ان کی فکر نہ کریں۔ وہ تو خود لمبی کالوں پہ مصروف ہیں۔ آپ کو کیا ہی کہیں گی۔ اور اگر کہا بھی تو میں ہوں نا۔ میں دیکھ لوں گی۔ آپ بس سکون سے مزیدار سا کھانا بنائیں۔'' وہ ٹوکری سے سیب اٹھاتی' مزے سے کھاتے بولی تو زلیخا بی دھیمے سے ہنس دی تھیں۔ انہیں یہ ہنس مکھ سی لڑکی بہت پسند تھی۔ جب سے وہ آئی تھی گھر میں رونک سی ہو گئی تھی۔

''اور آپ کیا کریں گی؟'' اس کی آواز پہ وہ جھٹکے سے مڑی تھی۔ ہاتھ سے سیب چھوٹا' کہیں دور جا گرا تھا۔ وہ منہ کھولے شاک کی سی کیفیت میں اسے دیکھ رہی تھی جو سیاہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس اس کے عین سامنے کھڑا تھا۔ معمول کے خلاف اس کے سیاہ بال ماتھے پر بکھرے پڑے تھے۔ بائیاں ہاتھ جیب میں تھا جبکہ دائیاں سلیب پر دھرا تھا۔ دائیں ہاتھ پہ وزن ڈالے' اس کی طرف ہلکا سا جھکا ہوا تھا۔ اپنی سیاہ آنکھیں اس پہ گاڑھے کھڑا تھا۔ بہار کی آنکھوں میں اب کہ شاک کی بجائے محویت تھی۔ وہ بے ساختہ اسے دیکھتی رہی۔ وہ دراز قد تھا۔ چاچو سے بھی۔ حسام سے بھی۔ اسے اس کا قد جاننے کی خواہش ہوئی تھی۔

"آپ کی ہائٹ کتنی ہے؟" اسے معلوم نہ ہو سکا کہ یہ الفاظ اس کے منہ سے کیسے نکلے۔ وہ تو بدر کا سوال بھی بھول بیٹھی تھی۔ احساس ہونے پہ وہ شرمسار سی ہوتی نظریں جھکا گئی۔ بدر بے ساختہ مسکرایا۔

"زلیخابی کیا آپ دو منٹ کے لئے باہر جاسکتی ہیں؟" اس کی نظریں بہار پر ہی جمی تھیں۔

"ک..... کیوں؟ وہ کیوں....."

"جی۔" وہ ابھی احتجاج بھی نہ کر سکی تھی کہ زلیخابی اس کی بات کاٹ گئیں۔

"بی؟" وہ حیرت سے منہ کھولے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"میں آپ سے بعد میں ملتی ہوں، مسز بدر۔" وہ مسکراہٹ دباتی، کہہ کر چلی گئی تھیں۔ وہ انہیں جاتا دیکھتی رہ گئی۔ پھر بے ساختہ نظر موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ گلا تر کرتی ایک قدم پیچھے ہٹی، جب وہ اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ آج اس کی حرکتیں نہایت عجیب تھیں۔

"میری ہائٹ چھے فٹ تین انچ ہے۔ اور کچھ پوچھنا ہے آپ کو؟" وہ بولا تو اس نے زور و شور سے گردن دائیں بائیں ہلا دی۔

"نہیں اگر کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ لیں۔" اس کے زرا اور قریب ہوتے' ایک ہاتھ اس کے پیچھے سلیب پہ ٹکاتے' وہ اس کی جانب ہلکا سا جھکا۔ دوسرا ہاتھ اب بھی جیب کی قید میں تھا۔

"ن.... نہیں۔ کچھ نہیں پوچھنا مجھے۔" اس نے کبوتر کی طرح آنکھیں میچ لیں۔ بدر کو ہنسی آنے لگی تھی۔ اس نے دو تین قدم پیچھے لئے اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ بہار نے محسوس کرتے آنکھیں کھول دیں۔

"ہوں....." اس نے جیسے سمجھتے سر ہلایا تھا۔

"لیکن مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔" اس کی آنکھوں میں اب شرارت نہ تھی۔ وہ نہایت سنجیدہ تھا۔

"جی بولیے۔" وہ منتظر سی اسے دیکھنے لگی۔

"میں....."

"مسٹر اینڈ مسز بدر، آپ کو مسٹر علی نے سٹڈی روم میں بلایا ہے۔" اس کی بات منہ میں ہی رہ گئی، جب میری نے کچن میں آتے انہیں علی کا پیغام دیا۔ وہ گہرا سانس لے کر رہ گیا۔

"اوکے، ہم آتے ہیں۔" اس نے کہا تو میری وہاں سے چلی گئی۔ اس نے مڑ کر اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ اپنا اسکارف لے کر سٹڈی میں آجائیں۔"

اس نے حیرت سے اپنے وجود کا جائزہ لیا تو اسے اسکارف کہیں نہ ملا۔اس نے نادم سی نظر اٹھا کر کچھ کہنا چاہا مگر وہ جا چکا تھا۔ایک تو وہ بغیر اگلے کی سنے چلا جاتا تھا۔بہار کو اس کی یہ عادت زہر سے بھی بری لگی۔

"تف ہے تم پر، بہار!" وہ تیزی سے کچن سے نکل آئی' جب ایک بار پھر اس کمرے سے نکلتی آوازوں نے اس کے قدم جکڑ لئے۔

"تو پھر؟" وہ اب بھی فون کان سے لگائے بیٹھی تھیں۔

"استغفرُاللہ! یہ ابھی تک لگی ہوئی ہیں؟ انہیں کوئی کام وام نہیں ہے کیا؟" اسے شدید حیرت ہوئی۔کوئی اتنا فارغ کیسے ہو سکتا ہے؟

"لیکن اگر علی کو پتا چل گیا کہ یہ سب میں نے کیا ہے تو؟" وہ ڈرتے ڈرتے کہہ رہی تھیں۔

"کیا کیا ہے انہوں نے جو اتنا ڈر رہی ہیں؟" وہ بڑبڑائی۔

"اور انہیں کیسے پتا چلے گا بھلا؟" فون کے اس پار کوئی بولا تو بہار منہ بنا کر رہ گئی۔یہ مقابل موجود بندہ چپ کر کے صرف سن نہیں سکتا کیا؟

www.novelsclubb.com

"اور اگر اس نے منہ کھول دیا تو؟"

اسے کچھ گڑبڑ ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔ یہ بات کسی نہ کسی طرح اس سے اور از میر سے جڑی تھی۔ اب اسے ہی کچھ کرنا تھا۔

"تو ٹھیک ہے پھر۔ آج کی رات آپ کے موبائل کے نام، مسز علی۔" وہ سرگوشی میں کہتی پیچھے ہٹنے لگی تھی کہ ٹھٹھک کر رکی۔ بھلا کمرے سے ساری آوازیں باہر آتی کیسے تھیں؟ اس نے تھوڑا آگے بڑھ کر دیکھا' دروازہ ہلکا سا کھلا ہوا تھا۔ اس نے بے ساختہ سر پہ ہاتھ مارا۔ اسے نرمین کی عقل پہ شدید افسوس ہوا۔

"اللہ! یہ ہیں میری اپانںٹ (Opponent)؟ یہ چالیں چلیں گی میرے خلاف؟ انہیں تو ساس بہو لڑائی کے بیسک رولز (Basic Rules) بھی نہیں پتا۔" اسے واقع پریشانی ہونے لگی تھی۔ وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔

"اللہ! بندے کو اتنا تو پتا ہونا چاہئے کہ ایسی باتیں کرنے سے پہلے کمرے کا دروازہ بند کر لیتے ہیں۔" وہ مسلسل نفی میں گردن ہلا رہی تھی۔ پھر آہستہ سے دروازہ بند کر کے پیچھے ہٹی۔ ایسا

کرنے والی وہ شاید پہلی انسان تھی۔ یہ تو طے تھا، بہار احمد اس دنیا میں اکلوتا پیس تھی۔ نہ اس کے پہلے کوئی اس جیسا آیا تھا نہ اس کے بعد آنا تھا۔

وہ بھاگتی کمرے سے ڈوپٹہ لے کر سٹڈی کے سامنے پہنچی۔ بدر وہیں دروازے پہ کھڑا' شاید اس کا انتظار کر رہا تھا۔

اسے وہاں دیکھتے وہ ہولے سے دروازہ ناک کرتا اندر داخل ہو گیا۔ وہ بھی اس کے پیچھے ہی تھی۔

"جی بابا، کچھ کہنا تھا آپ کو؟" وہ مؤدب سا ان کے سامنے کھڑا تھا۔ علی نے اسے ایک سخت گھوری سے نوازا۔ پھر نگاہیں موڑ کر اس کے پیچھے کھڑی بہار کو دیکھا۔ بدر ان کے غصے کی وجہ جان نہ سکا۔

"یہاں آؤ بچے۔" ان کا لہجہ نرم تھا۔ وہ چھوٹے قدم لیتی' بدر کو کراس کرتی' ان کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"یہاں بیٹھو۔" انہوں نے اپنے ساتھ ہی صوفہ کی طرف اشارہ کیا تو وہ ایک نظر بدر کو دیکھتی بیٹھ گئی۔

''کیا آپ کو بدر سے کوئی پرابلم ہے؟'' وہ نرمی سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھے پوچھ رہے تھے۔

اس نے فوراً جھکی گردن اٹھا کر دائیں بائیں ہلا دی۔

''شیور؟'' انہیں پتا نہیں بدر پہ کون سا شک تھا۔ وہ بیچارہ بس منہ بنائے کھڑا رہ گیا۔

''جی۔'' اس نے کہا تو انہوں نے نگاہوں کا رخ بدر کی جانب کیا۔ اس کے لئے کوئی نرمی نہ تھی۔

''بدر مجھے ایک بات پتا چلی ہے۔'' انہوں نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔ وہ گڑبڑا گیا۔ ایسا انداز تو علی کا بہت کم ہی دیکھا تھا اس نے۔

''کیا... بابا؟'' وہ اٹکا تھا۔ بہار کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی تھی۔ جو جلد ہی ختم ہونے والی تھی۔

''یہ ہی کہ تم سٹڈی روم میں سوتے ہو۔'' انہوں نے کہا تو ان دونوں نے بوکھلا کر ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ بدر نے بے ساختہ تھوک نگلا۔ کچھ بھی ہوتا، بہار تو بچ جاتی مگر اس کی شامت لازم تھی۔

''بابا وہ میں....'' اس نے لفظ تلاشے مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔ وہ خاموشی سے گردن جھکا گیا۔

علی نے اسے دیکھا۔ نگاہوں میں خفگی تھی۔

"ان کی غلطی نہیں ہے۔ میں نے ان سے کہا تھا۔" وہ گردن جھکائے، شرمندہ سی لگتی تھی۔ بدر نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"اگر آپ ہرٹ ہوئے ہیں تو میں معافی چاہتی ہوں۔"

"نہیں بچے، ایسی کوئی بات نہیں۔ شرمندہ تو میں ہوں آپ سے۔ میں جانتا ہوں آپ کی شادی جن حالات میں ہوئی ہے، آپ اس کے لئے تیار نہیں تھیں۔ مگر اب تو ہو گئی ہے۔ اب آپ دونوں کو چاہیئے کہ آپ پرانی باتیں بھول کر ایک دوسرے کو قبول کر لیں اور آگے بڑھیں۔" انہوں نے نرمی سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ بھلا جو کچھ ازمیر کے ساتھ ہوا تھا بھلایا جا سکتا تھا؟ یا وہ تکلیف بھلائی جا سکتی تھی جو اس کے خاندان نے سہی؟ وہ سر جھکائے بیٹھی رہی۔ بولی کچھ نہ۔

"کیا میرے بیٹے میں کوئی کمی ہے، بچے؟" اس کی خاموشی پر وہ پوچھ بیٹھے تھے۔ بدر نے خاموش نظریں اس پہ گاڑھیں۔

"نہیں!" اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔ پھر علی اور بدر کی دبی دبی سی مسکراہٹیں دیکھتی، وہ سر جھکا کر منہ بسور گئی۔

"میرا مطلب تھا کہ میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا۔" وہ اپنے ہاتھ دیکھ رہی تھی۔

"ہوں..... تو کیا آپ کو اس رشتے پہ کوئی اعتراض ہے؟" انہوں نے شاید آج ہی کشتی پار لگانے کی ٹھان لی تھی۔ اس نے ایک نظر بدر کو دیکھا۔ وہ بڑے سکون سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے جواب جانتا ہو۔ اس نے نگاہیں اس کے چہرے سے ہٹالیں۔ اب وہ علی کو دیکھ رہی تھی پھر دوبارہ اپنے ہاتھوں کو۔ وہ کیا کہتی؟ یہاں تو وہ صرف ازمیر کی خاطر آئی تھی۔

"ن..... نہیں۔" اس نے جھوٹ بولا تھا یا نہیں، مگر وہ تھا سچ بھی نہیں۔ ویسے بھی بدر کون سا اسے پسند کرتا تھا۔

"یہ محض ہماری مجبوری تھی۔"

اس کے کہے الفاظ اس کی سماعتوں میں گونج اٹھے۔

جبکہ اس کے نفی کرنے پہ وہ جی جان سے مسکرا اٹھا تھا۔ اس نے ایک تشکر بھری نظر علی کے چہرے پہ ڈالی۔ وہ مسکراتے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ انہیں کل ہی اس نے بتایا تھا کہ وہ بہار کو پہلے سے جانتا تھا۔ اور اسے پسند کرتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہوں.....اب آپ دونوں اپنے کمرے میں جائیں اور آرام کریں۔" وہ نرمی سے اس کا سر تھپتھپاتے اٹھ کر چلے گئے تھے۔ پیچھے وہ بھی اس سے نظریں چراتی باہر نکل گئی۔ وہ گردن جھکا کر دھیرے سے ہنس دیا تھا۔

☆.....☆.....☆

وہ کمرے میں آیا تو وہ بستر پہ کروٹ کے بل لیٹی تھی۔ یوں ظاہر کر رہی تھی جیسے سو گئی ہو۔ مگر وہ جانتا تھا وہ سو نہیں رہی۔ وہ بیڈ کی دوسری طرف آ بیٹھا۔

"آپ نے کھانا کھا لیا؟" وہ اس کی پشت دیکھتے کہہ رہا تھا۔ وہ خاموشی سے آنکھیں میچے رہی۔

"میں جانتا ہوں کہ آپ جاگ رہی ہیں۔" وہ دھیمے سے بولا۔ ارادہ اسے شرمندہ کرنے کا بالکل نہ تھا۔ بہار نے چوری پکڑے جانے پہ گہرا سانس لیا اور اٹھ بیٹھی۔

ایک طویل عرصے کے لئے وہ خاموشی سے بیٹھی رہی۔ بدر نے اسے دیکھا۔ وہ کچھ سوچ رہی تھی شاید۔

''آپ کو اس شادی کے لئے آپ کی مدر (Mother) نے فورس کیا تھا نا؟'' گھٹنے سینے سے لگائے' وہ ان کے گرد ہاتھ باندھے بیٹھی تھی۔ وہ اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔ بدر نے ٹھٹھک کر اس کی جھکی گردن کو دیکھا۔

''آپ سے یہ کس نے کہا؟''

''ایسے ہی۔ مجھے لگا تو میں نے پوچھ لیا۔'' وہ اس کا ٹھٹھکنا محسوس کر گئی تھی مگر خاموش رہی۔ ویسے بھی اس کے انداز سے وہ اپنا جواب تو پا چکی تھی۔ وہ بدر نہیں تھا۔ اس سب کے پیچھے وہ نہیں تھا۔ یہ بات ستر فیصد اسے سچ لگتی تھی۔ مگر باقی تیس، نہیں! لوگوں کے دو دو چہرے بھی تو ہوتے ہیں۔ کیا پتا وہ اسے کلون (Clone) کر رہا ہو؟

www.novelsclubb.com

بدر نے جیسے سمجھتے سر ہلایا۔

''آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔''

''کون سی بات؟'' اسے واقع سمجھ نہ لگی تھی۔ بدر نے ابرو اچکائے۔ اس نے یاد کرنے کی کوشش کی مگر کچھ پلے نہ پڑا۔

''میں نے کھانے کا پوچھا تھا۔'' اسے اس کے حافظے پہ افسوس ہوا تھا۔

"وہ.... جی کھالیا تھا۔" اسے جیسے اب سمجھ لگی تھی۔

اسے لگا اسے اس میں کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ اٹھ کر دائیں طرف بنے ریک سے کتابیں ٹٹولنے لگا۔

"مجھے کچھ چاہیے تھا۔" وہ ایک کتاب ہاتھ میں تھامے کھڑا تھا جب پیچھے سے اس کی آواز آئی۔

"جی بولیں، کیا چاہیے آپ کو؟" وہ سرسری سا اسے دیکھتا دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا تھا۔

چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی تھی۔ وہ اس سے کسی چیز کی طلبگار تھی۔ اور کسی چیز کی آرزو تو انسان کسی اپنے سے ہی کرتا ہے۔ جس پر بھروسہ ہو۔ مان ہو۔ وہ بہت خوش دکھتا تھا۔

"مجھے آپ کی مدر کا نمبر چاہیے۔" اس نے گھبرائی نظروں کا رخ اس کی طرف کیا۔ وہ ٹھٹھکا تھا۔ ہاتھ میں پکڑی کتاب واپس رکھتے' وہ اس کی طرف مڑا۔

www.novelsclubb.com

"امی کا؟ کیوں؟" اسے تشویش ہوئی۔

"کیوں؟ کیا آپ نہیں دے سکتے؟" وہ اس کا سوال نظرانداز کر گئی۔ بھلا اب وہ کیا جواب دیتی کے اسے نمبر کیوں چاہیئے؟

بدر نے بڑے غور سے اسے دیکھا۔ وہ متذبذب سی لگتی تھی۔ کچھ تو تھا جو غلط تھا۔ مگر وہ اسے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ریک کی طرف بڑھا۔ اس میں بنے دراز سے سٹکی نوٹس (Sticky

(Notes) نکال کر ایک قلم سے اس پر چند لکیریں کھینچیں۔ پھر وہ کاغذ باقی دستے سے جدا کرتے' وہ ایک بار پھر اس کی طرف مڑا۔

''یہ لیں۔'' وہ ہاتھ آگے بڑھاتے' اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ خاموشی سے کاغذ تھامتی' اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر اسے دیکھا۔

''میں جلد آپ کو بتاؤں گی کہ مجھے یہ کیوں چاہیئے تھا۔'' اس نے پہلی بار اس کی آنکھوں میں دیکھتے کچھ کہا تھا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی یقین کر بیٹھا۔ نظریں اسی پہ جمی تھیں۔ وہ اسے کراس کرتی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ اب وہ اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ جب وہ باہر نکلی تو ہاتھ میں سوٹ تھا۔ کاغذ کا ٹکڑا کہیں نہ تھا۔ وہ بغیر اسے دیکھے باتھ روم میں جا بند ہوئی۔

بدر اس کی غیر موجودگی سے بیزار ہوتا بیڈ پر آ گرا۔ آنکھیں بند کیں تو اس کی پر اعتماد بھوری آنکھوں سے ٹکرا گئیں۔ وہ مسکرایا تھا۔ کاش وہ ہمیشہ ایسے ہی بات کرتی۔ اس کے طلسم میں جکڑے اسے پتا نہ چلا وہ کب نیند کی وادیوں میں جا بسا۔

وہ نہا کر باہر آئی تو وہ سو رہا تھا۔ اور یہی تو وہ چاہتی تھی۔ گیلے بالوں کو تولیے سے آزاد کرتے' وہ بغیر انہیں کنگھی کیے' دبے پاؤں باہر نکل آئی۔

www.novelsclubb.com

اس نے نرمین کو آخری بار ڈیڑھ گھنٹہ پہلے دیکھا تھا۔ زیادہ وقت نہیں ہوا تھا۔ کیا پتا وہ فارغ خاتون اب بھی گیسٹ روم میں ہی ہوں۔ ایک امید سی تھی کہ وہ وہیں ہوں گی۔ اور اس کی امید رائیگاں نہ گئی۔ وہ اب بھی وہیں تھیں۔ اس نے بی کی تلاش میں نظریں گھمائیں مگر پھر ٹھٹھکی۔

اس وقت ساڑھے نو ہو رہے تھے۔ اور نو بجے سب ملازمین اپنے کوارٹرز میں چلے جاتے تھے۔ وہ تیزی سے زلیخا بی کے کوارٹر کی طرف بڑھی۔ اس وقت سب جاگ ہی رہے ہوتے تھے۔ پتا نہیں بدر کیسے سو گیا۔

"کون؟" اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز آئی۔

"میں ہوں، بی۔" اس کی آواز سن کر فوراً دروازہ کھلا تھا۔

"مسز بدر آپ یہاں؟ اس وقت؟ سب خیریت تو ہے؟" پریشانی ان کے لہجے سے جھلکتی تھی۔

"جی بی، سب ٹھیک ہے۔ بس ایک چھوٹا سا کام تھا آپ سے۔" وہ تیزی سے بولی۔ اسے جلد از جلد کچھ کرنا تھا۔ نرمین اگر اپنے کمرے میں چلی جاتیں تو وہ کچھ نہ کر پاتی۔

"جی بولیں؟" ان کے کہنے پر اس نے سنجیدگی سے انہیں دیکھا۔

"آپ کو یہاں آگ لگانی ہو گی۔"

☆.....☆.....☆

گہری رات میں چاند کی چاندنی نے اجالا کر رکھا تھا۔آج موسم خاصا خوبصورت تھا۔مگر اس کے دل کا نہیں۔وہ سفید جینز اور ہلکے بھورے رنگ کا سویٹر پہنے 'اپنی خوبصورت بھوری آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے پہ ٹکائے' چھت پر تنہا کھڑا تھا۔آنکھوں میں ویرانی تھی۔

اسے یاد تھا جب وہ کوئی الٹا کام کرتی تھی تو مما کی ڈانٹ کے ڈر سے اسے لے کر چھت پہ آجاتی تھی۔شاید سکیورٹی کے لئے کہ اس کے بھائی کے ہوتے اسے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔وہ بے ساختہ ہنسا۔تاثرات میں تمسخر پھیل گیا۔

"میں تمہیں کہاں بچا سکتا ہوں، بہار۔میں تو نہایت کمزور ٹھہرا۔"اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی گھل گئی۔

نومبر کی ٹھنڈی ٹھار ہواؤں میں وہ ہلکا سا سویٹر پہنے کھڑا تھا۔اس کی ناک سردی کی شدت سے ٹھنڈی پڑ گئی تھی۔

وہ وقت میں پیچھے جانے لگا۔

www.novelsclubb.com

''بھائی!''اس کی آواز پر اس نے چونک کر دہلیز پر دیکھا۔وہ اس کے کمرے کے دروازے سے لٹکی،آدھی اندر اور آدھی باہر تھی۔ شکل پہ میسنی سی مسکراہٹ تھی۔

''کیا ہے؟اور تم ایسے کیوں لٹکی ہوئی ہو،دروازہ توڑنا ہے میرا؟''وہ بستر پہ نیم دراز،آنکھیں سکیڑے،پوچھ رہا تھا۔

''اوہو..... بڑا ہی کوئی تھرڈ کلاس دروازہ ہے پھر تو تمہارا ایک نازک لڑکی کا بوجھ نہیں سہہ سکتا۔ تچ تچ.... بہت افسوس ہوا جان کر۔''اسے جیسے بڑا افسوس ہوا تھا۔دروازے پر سے بوجھ ہٹا لیا۔حسام اب بھی ہاتھ میں پکڑی کتاب میں مصروف سا دکھتا تھا۔ایک نظر اٹھا کر دیکھا،تو وہ اب سیدھی ہو کر کھڑی ہو گئی تھی۔پر سکون ہوتے اس نے دوبارہ نگاہیں کتاب پہ کھنچی لکیروں پہ جمالیں۔اس کے امتحان تھے۔آج کل وہ اکثر پڑھتا ہی پایا جاتا تھا۔

''یہ دروازہ میرا نہیں لکڑی کا ہے ویسے۔''سرسری سا بتایا۔بہار نے آنکھیں گھمائیں۔

''ارے واہ!یہ تو بریکنگ نیوز ہے۔''جس جوش سے فلم میں ڈائیلاگ بولا گیا تھا،بہار احمد کے لہجے میں وہ کہیں نہ تھا۔وہ بیزار سا منہ بنائے کھڑی تھی۔

''بائے داوے، تم نے خود کہا تھا کہ 'دروازہ توڑنا ہے میرا؟' کم از کم اپنی بات پہ تو قائم رہو۔''

اب کہ آنکھوں میں طنز تھا۔

حسام نے اس بار خاموشی کو ترجیح دی۔ اور کوئی چارہ بھی تو نہ تھا۔ اسے یہ امید بالکل نہ تھی کہ وہ کمرے سے چلی جائے گی، پھر بھی اس انتظار میں کافی دیر خاموش رہا۔ مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ بالآخر اس نے کتاب کو جھٹکے سے بند کیا اور اٹھ بیٹھا۔

''بکو کیا کہنا ہے؟'' اس نے کہا تو بہار کو جیسے پتنگے لگ گئے۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ سیدھا مکا بنا کر اس کے جبڑے پہ مارا۔ وہ کراہ اٹھا۔

''تم چڑیل کہیں کی تم نے مجھے مکا مارا؟'' وہ تیش میں اٹھتا اس کی طرف بڑھا تھا۔

''وہیں رک جاؤ، بھائی۔ ورنہ میں.....'' وہ ہاتھ آگے کئے جیسے شیلڈ (Shield) بنا رہی تھی۔

''ورنہ کیا؟'' وہ اس کی بات اچکتا بولا تھا۔

''تم میری پاور کو انڈر ریسٹیمیٹ (Underestimate) کر رہے ہو؟ تمہیں میں بتاتی ہوں، رکو زرا۔'' اس نے اپنی بنائی شیلڈ توڑ دی۔ اب وہ لڑنے کو میدان میں اتر آئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چاچو..... چاچو یہ دیکھ....." اس نے چیخ کر کچھ کہنا چاہا جب حسام نے بے ساختہ آگے بڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔ اگر بات چاچو تک پہنچی تو بے قصور ہوتے ہوئے بھی ڈانٹ اسی کو پڑنی تھی۔

"چپ کر جاؤ میری ماں۔ کیوں مروانا چاہتی ہو مجھے۔" وہ بیچارہ بے بس سا دکھتا تھا۔ ہاتھ اب تک اس کے منہ پر تھا۔ کیا معلوم وہ ہاتھ ہٹائے اور وہ پھر چلانا شروع کر دے۔ بہار نے کوفتزدہ ہوتے اس کے ہاتھ پر دانت گاڑھ دیے۔ وہ بلبلا کر ہاتھ ہٹا گیا۔

"سانس ہی بلاک کر دی تھی میری۔" وہ گہرے سانس لینے لگی۔

"ناک سے سانس لیتی ہو کہ منہ سے؟" اس نے اپنی ہتھیلی دیکھی۔ وہاں سرخ گول دائرہ بن گیا تھا۔ اس کی آنکھیں چمکیں۔ اس کے پاس بہار کے خلاف پروف آگیا تھا۔

"منہ سے۔" وہ کہہ سکتی تھی کہ اس کے منہ کے ساتھ ناک بھی بلاک کر دیا تھا اس نے۔ مگر وہ بھلا کیسے کوئی سیدھا جواب دی دیتی۔

"ہونہہ..... سارے کام ہی الٹے ہیں چڑیل کے۔" اس نے زبان چڑھائی۔

"تم..... تم نے مجھے پھر سے چڑیل کہا؟ بلاؤں چ....."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

''ہاں ہاں، بلاؤ انہیں۔ مگر بیٹا میرے پاس بھی تمہارے خلاف ثبوت ہیں۔'' اس نے کہتے ہتھیلی اس کے سامنے کی۔ مگر اس کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ اس نے الجھ کر اپنی ہتھیلی دیکھی تو صدمے سے اس کا منہ کھل گیا۔ ہتھیلی بالکل شفاف تھی۔ ہلکی سی سرخی تھی، مگر وہ کوئی ثبوت تو نہ تھا۔ کیا اسے تھوڑا گہرا زخم نہیں آسکتا تھا؟ دو سکینڈ میں ختم بھی ہو گیا۔ وہ شاکڈ سا کھڑا رہ گیا۔

بہار چل کر اس کے برابر آ کھڑی ہوئی۔

''ہاں تو کیا کہہ رہے تھے تم؟'' اس کے کندھے پہ ہاتھ ٹکا کر اس پہ سر رکھے 'لبوں میں شریر مسکراہٹ دباتی' وہ سنجیدہ ہونے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔

حسام نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ پھر بے ساختہ تھوک نگلا۔

''میں؟ میں کیا کہہ سکتا ہوں یار۔ میں تو بچپن سے ہی گونگا ہوں۔'' وہ جبراً مسکرایا۔ بہار نے جیسے سمجھتے سر ہلایا۔

''ہوں.....اچھی بات ہے۔ مجھے گونگے لڑکے پسند ہیں۔ خیر.... مسٹر گونگے، اب تم مجھ سے بڑی تمیز سے پوچھو کہ میں اپنے مبارک پیروں سے چل کر خود تمہارے کمرے میں کیوں

آئی۔" وہ اب اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔ ہونٹوں پر خوبصورت شریر مسکان تھی جو حسام کو زہر سے بھی بری لگی۔اس نے آنکھیں گھمانی چاہیں پر پھر ٹھٹھک کر رک گیا۔اس چڑیل کے سامنے ایسی حرکتیں نہیں کر سکتے بھئی۔ کیا معلوم کب کھوپڑی گھوم جائے۔ وہ جبراً مسکراتا رہا۔

"ملکہ عالیہ کیا آپ مجھ غریب پر احسان کر کہ بتائیں گی کہ آپ سوئیٹم اپنے مبارک چرن شریف اٹھا کر اس ناچیز کے کمرے میں کیوں پدھاریں؟" اس نے زرا جھکتے 'دانت پیسے۔ کاش دانتوں کے درمیان خلا کی بجائے اس کی بہن ہوتی۔

"دانت کم پیسو بڑے بھیا کہیں بھری جوانی میں بوڑے نہ ہو جائو۔ پھر کون تمہیں اپنی لڑکی دے گا۔ دیکھو کتنی فکر ہے تمہاری مجھے۔" وہ اپنے ناخنوں پہ پھونک مار رہی تھی۔اس کی ایک ایک ادا حسام کو زہر لگی۔

"احسان ہے آپ کا۔اب فرما بھی دیجئے، کیا کام تھا اس ناچیز سے؟" اب وہ جھک جھک کر تھک گیا تھا۔

''چلو تم اتنا اصرار کر رہے ہو تو بتا دیتی ہوں۔ چھت پر چلو میرے ساتھ۔''اس کا کہنا تھا اور وہ جھٹکے سے سیدھا ہوا۔بے ساختہ نظر گھڑی پہ گئی، پھر کھڑکی سے جھانکتے سیاہ آسمان پر۔ پھر رخ اس کی طرف کیا۔

''دماغ سیٹ ہے ؟رات کا ایک بج رہا ہے۔نومبر کا مہینہ ہے، باہر سردی دیکھی ہے ؟''اسے اس کی عقل پہ افسوس ہوا تھا۔

''یہ ہی تو بات ہے۔نومبر کا منہیہ ہے۔باہر خوب ٹھنڈ ہے۔مجھے پسند ہے ناں ایسے موسم میں آدھی رات کو چھت پر جانا، تمہیں پتا تو ہے۔پلیز چلو اگر اکیلی گئی تو مما کے ہاتھوں سے نہیں بچوں گی۔''وہ اس کا ہاتھ تھامے اس کے کندھے پہ سر ٹکا گئی تھی۔ حسام نے دیکھا، وہ بڑی آس امید سے اسے دیکھ رہی تھی۔اور وہ بھلا کیسے اس کی امید توڑ سکتا تھا۔اس نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا۔

''ٹھیک ہے چلو، پر صرف آدھا گھنٹہ۔''

''ایک گھنٹہ۔''لہجے میں ضد سی تھی۔وہ بے ساجتہ مسکرایا۔کیا وہ اس سے کبھی جیت سکتا تھا؟

''اوکے، ایک گھنٹہ۔''وہ بے بس سا بولا۔بہار بے ساختہ کھلکھلائی۔

www.novelsclubb.com

"Thanks for always being there for me."

وہ اپنی چمکتی بھوری آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

حسام جیسے کسی خواب سے جاگا تھا۔ اسے لگا جیسے وہ چمکتی بھوری آنکھیں ابھی بھی اسے دیکھ رہی ہیں۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا۔ مگر وہ کہیں نہیں تھی۔

"تم کیوں چلی گئی، بہار۔" ایک آنسو اس کی آنکھ سے لڑھکتا سیدھا زمین پہ جا گرا۔

☆.....☆.....☆

دروازہ اچانک زوردار آواز سے کھٹکا تھا۔ انہوں نے برہمی سے فون کان سے زرا ہٹایا۔

"آ جاؤ۔" وہ بیزار سی لگتی تھیں۔ زلیخا بی تیزی سے اندر داخل ہوئیں۔

"بولو کیا مصیبت پڑ گئی تھی جو یوں دروازہ پیٹ رہی تھیں؟" وہ درشتگی سے بولیں۔ بی جو پہلے ہی گھبرائی ہوئی تھیں، مزید گھبرا گئیں۔

"وہ باہر آگ لگ گئی ہے، مسز علی۔" آواز بامشکل ان کے حلق سے نکلی۔

"کیا؟ کیسے؟" نرمین نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

"پتا نہیں، میم۔" ان کی گھبراہٹ بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

"اچھا تم چلو میں آتی ہوں۔" وہ ان سے کہہ کر موبائل بند کرنے لگی تھیں جب بی نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ ٹھٹھک کر رکیں۔

"پلیز یہ آپ بعد میں کر لیجیے گا، ابھی چلیں۔" وہ منت بھرے لہجے میں کہہ رہی تھیں۔ نرمین کو ان کی حرکت پر شدید غصہ آیا تھا۔ مگر حالات سے مجبور، وہ موبائل وہیں چھوڑ تیں' ان کے ساتھ چلنے لگی تھیں۔

بہار ستون کی اوٹ میں چھپی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ اس نے بہت بڑا رسک لے لیا تھا۔ اپنے لئے بھی اور بی کے لئے بھی۔ اس کی پیشانی پر پسینہ چمکنے لگا۔ وہ دھڑکتے دل سے کمرے کی طرف بڑھی۔ موبائل کی اسکرین لاک ہونے والی تھی۔ اس نے تیزی سے موبائل تھاما، مگر دیر ہو چکی تھی۔ سیاہ اسکرین اسے منہ چڑھا رہی تھی۔

"ویسے جتنی یہ عقلمند ہیں، پاسورڈ خاصا مشکل نہ ہو گا۔" اس نے کچھ سوچتے موبائل آن کیا۔ بس پاسورڈ پیٹرن نہ ہو۔ اور اس کی آرزو پوری ہو گئی۔ وہ الفا بیٹک پاسورڈ (Alphabetic Password) تھا۔

www.novelsclubb.com

اسے یہ معلوم تھا کہ عموماً لوگ الفا بیٹک پاسورڈ(Alphabetic Password) میں اپنے کسی پیارے کا نام،ڈجیٹل پاسورڈ(Digital Passwords) میں کسی کی سالگرہ یا نام کو ڈجیٹلائز(Digitalise) کر کے،اور پیٹرن پاسورڈ(Pattern Passwords) میں بھی کچھ مشہور سے پاسورڈز ڈالتے ہیں۔

اب اسے بس یہ پتا لگانا تھا کہ بدر اور علی میں سے وہ کون ہے جو انہیں زیادہ پیارا ہے۔اور یہ جاننے کا ایک ہی طریقہ تھا۔اس نے بنا لمحے کی تاخیر کیے بدر کا نام ڈالا۔وہ ان کا بیٹا تھا،یقیناً انہیں سب سے عزیز ہوتا۔مگر اسکرین پہ دو لفظی سطر روشن ہو گئی۔

"Incorrect Password"

"یار....."اس نے بدمزہ ہوتے علی کا نام ڈالا۔مگر پھر سے وہی جواب آیا تھا۔

"کہیں یہ لوگ الگ سپیلنگ(Spelling) تو نہیں لکھتے؟"وہ سوچ رہی تھی جب ذہن میں کچھ کھٹکا۔وہ اسے کیسے بھول گئی؟اللہ کا نام لے کر اس نے ایک اور نام ڈالا اور اس بار.....اس بار پاسورڈ کھل گیا۔اس نے شکر کا سانس لیا۔

''تو آپ کی سب سے اہم چیز آپ کا دوسرا بیٹا ہے، مسز علی۔''اس نے جیسے سمجھتے سر ہلایا۔ پھر تیزی سے اسکرین پر انگلیاں گھسیٹنے لگی۔اس کے پاس وقت کم تھا۔وہ پہلے کال لاگ کی طرف بڑھی۔وہ جاننا چاہتی تھی کہ نرمین کس سے بات کرتی ہیں۔کون ہے جو انہیں کمانڈ (Command) کرتا ہے۔اس نے نگاہ جھکا کر آخری کالر آئی ڈی(Caller Id) دیکھی۔اور اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔اسے لگا تھا مقابل کوئی مرد ہے مگر وہ ایک عورت تھی۔

''مرینہ اقبال''

اس نے یہ نام کہیں سن رکھا تھا۔مگر کہاں؟ یہ یاد نہ تھا۔پھر وہ کال لاگ سے نکلتی کال ریکارڈنگز میں آئی۔اور اسے یہ جان کر خوشی ہوئی تھی کہ نرمین کال ریکارڈ کرتی ہیں۔وہاں بامشکل آٹھ نو ریکارڈنگز(Recordings) تھیں۔شاید وہ ہر کال کو ریکارڈ کرنے کے بعد چند ضروری کالز کو چھور کر باقی سب ڈیلیٹ(Delete) کر دیتی تھیں۔

اس نے دیکھا۔ایک ریکارڈنگ ستائیس اکتوبر کی بھی تھی۔ازمیر کے اغواء سے اگلے دن کی۔

اس نے ریکارڈنگ آن کی اور اس کی سپیڈ ٹو-ایکس(2x) کر دی۔اس کے پاس وقت کم تھا۔

"ہیلو!" وہ نرمین کی آواز تھی۔

"ہیلو! بولو کیا کام ہے؟" مقابل کوئی مرد تھا۔

"تمہیں ایک لڑکے کو اغواء کرنا ہے اور اس کے گھر ایک فیک کال کرنی ہے میرے ہسبنڈ کی طرف سے۔" وہ شاید اسے بہت عرصے سے جانتی تھیں۔ سید حامدے پر آئیں۔ بہار کو جھٹکا لگا۔ تو اس اغواء اور کال میں علی ملوث نہ تھے؟ اور بدر؟ وہ بھی نہیں تھا؟

"کام ہو جائے گا۔ مگر جانتی ہو نا اس کی قیمت لگے گی۔"

"اس کی فکر مت کرو۔ پہلے کبھی تمہیں شکایت کا موقع ملا؟"

پہلے؟ کیا وہ پہلے بھی یہ سب کروا چکی ہیں؟

"ٹھیک ہے۔ اب مجھے جانا ہے۔ تمہیں ڈیٹیلز بھیج رہی ہوں، کل تک کام ہو جانا چاہیئے۔"

"اوکے۔"

بہار مزید جاننا چاہتی تھی مگر کال کٹ چکی تھی۔ اس نے آنسو نگلتے موبائل بستر پر رکھنا چاہا، جب نگاہ اچانک اسکرین پہ چمکتے حروف سے جا ٹکرائی۔ اسے تاریخ دیکھ کر حیرت ہوئی۔

"انیس اکتوبر، ۲۰۰۸ء"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

☆.....☆.....☆

زمرد

چوتھی قسط

اس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا، باہر خوبصورت چاندنی چھائی تھی۔ گیلے بالوں کو تولیے سے آزاد کرتے، وہ بغیر انہیں کنگھی کیے، دبے پاؤں باہر نکل آئی۔

اس نے نرمین کو آخری بار ڈیڑھ گھنٹہ پہلے دیکھا تھا۔ زیادہ وقت نہیں ہوا تھا۔ کیا پتا وہ فارغ خاتون اب بھی گیسٹ روم میں ہی ہوں۔ ایک امید سی تھی کہ وہ وہیں ہوں گی۔ اور اس کی امید رائیگاں نہ گئی۔ وہ اب بھی وہیں تھیں۔ اس نے زلیخا بی کی تلاش میں نظریں گھمائیں، مگر پھر ٹھٹھکی۔ اس وقت ساڑھے نو بج رہے تھے۔ اور نو بجے سب ملازمین اپنے کوارٹرز میں چلے جاتے تھے۔ وہ تیزی سے زلیخا بی کے کوارٹر کی طرف بڑھی۔ اس وقت سب جاگ ہی رہے ہوتے تھے۔ پتا نہیں بدر کیسے سو گیا۔

www.novelsclubb.com

"کون؟" اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز آئی۔

"میں ہوں، بی۔" اس کی آواز سن کر فوراً دروازہ کھول دیا گیا۔

"مسز بدر آپ یہاں؟ اس وقت؟ سب خیریت تو ہے؟" پریشانی ان کے لہجے سے جھلکتی تھی۔

"جی بی، سب ٹھیک ہے۔ بس ایک چھوٹا سا کام تھا آپ سے۔" وہ تیزی سے بولی۔ اسے جلد از جلد کچھ کرنا تھا۔ نرمین اگر اپنے کمرے میں چلی جاتیں تو وہ کچھ نہ کر پاتی۔

"جی بولیں؟" ان کے کہنے پر اس نے سنجیدگی سے انہیں دیکھا۔

"آپ کو یہاں آگ لگانی ہو گی۔"

وہ جیسے کسی خواب سے جاگی تھی۔ بے اختیار ہاتھ پیشانی پر گیا۔

"حد ہے، بہار۔ جیسے تم کہو گی اور وہ برسوں پرانی وفاداری چھوڑ کر تمہاری مان لیں گی۔" اسے خود پر تاسف ہوا۔ وہ کافی دیر اپنی کم عقلی کا غم مناتی مگر وقت کم تھا۔

شہادت کی انگلی سے پیشانی کھٹکھٹاتے، وہ شاید کوئی ترکیب تلاش کر رہی تھی۔ یک دم دماغ میں کچھ کلک ہوا۔ شاید کوئی پلان۔

www.novelsclubb.com

رخ کچن کی طرف کیا۔ دھیمے سے ہاتھ مار کر دراز ٹٹولے۔ شور نہیں کرنا تھا۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد اسے اپنی مطلوبہ شے مل گئی۔

ایک بار پھر قدم بڑھا کر رخ ڈرٹی کچن کی طرف کیا۔ وہاں سے اپنی دوسری مطلوبہ شے ڈھونڈی۔ اور اگلے ہی لمحے وہ اسے مل بھی گئی۔

ایک بڑی سی بوتل تھی۔ اس نے نگاہ گھما کر کوئی چھوٹی شیشی ڈھونڈی۔ مزید کچھ لمحوں کی محنت کے بعد اسے وہ بھی مل گئی۔

اس بڑی بوتل سے چند قطرے چھوٹی شیشی میں انڈیلے۔

پھر وہ بوتل واپس اس کی جگہ پر رکھ دی۔

www.novelsclubb.com

لمحے سے پہلے وہ کچن سے نکلتی آگے بڑھ گئی۔ رخ گارڈن کی طرف تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے ایک مناسب جگہ منتخب کی جہاں آگ زیادہ نہ پھیلتی۔ ہاتھ میں دبی چھوٹی سی شیشی سے چند قطرے وہاں گرائے۔ پھر اسی ہاتھ میں پکڑی ماچس سے تیلی نکال کر جلائی اور وہاں پھینک دی۔

ایک گہری سانس لیتے وہ زلیخابی کے کوارٹر کی طرف بڑھی۔ان کے کوارٹر کے دروازے کے سامنے ڈسٹ بن رکھی تھی۔ہاتھ میں پکڑی ماچس اور شیشی وہاں پھینکنے لگی جب ٹھٹھک کر رکی۔کچھ سوچ کر دونوں چیزیں ہاتھ میں ہی تھامے رکھیں۔ایسے کے ظاہر ہوتی تھیں۔ایک گہرا سانس لیتے دروازہ کھٹکھٹایا۔

چند لمحے،اور دروازہ کھول دیا گیا۔

سامنے الجھی سی زلیخابی کھڑی تھیں۔"مسز بدر؟ کیا ہوا میم؟ سب خیریت تو ہے؟ آپ اس وقت یہاں؟" آنکھوں میں اچھنبا تھا۔پریشانی تھی۔

"نہیں وہ... وہ مجھ سے غلطی سے آگ لگ گئی گارڈن میں۔" وہ گھبرائی ہوئی سی لگتی تھی۔

زلیخابی کوئی ریکشن نہ دے سکیں،وہ پھر بول اٹھی۔"پلیز آپ مسز علی کو نفارم کر دیں،اور میرا نام نہ لیجئے گا،وہ میرے ساتھ بہت برا سلوک کریں گی اگر انہیں پتا چلا کہ یہ میں نے کیا ہے۔"

اس کی نگاہوں میں التجا تھی۔زلیخابی نے دانستہ سر اثبات میں ہلا دیا جب نگاہ بے اختیار اس کے ہاتھ پہ گئی۔

"آپ فکر نہ کریں میں دیکھ لوں گی، مگر یہ سب ہوا کیسے؟" انہیں تشویش ہوئی۔ نگاہیں اس کے ہاتھ میں تھامی شیشی اور ماچس پر مرکوز تھیں۔ بہار نے سکون کا سانس لیا کہ اس نے بیک آپ پلان بنا رکھا تھا۔

"میں ماچس جلا کر اس پر تیل کے چھینٹے مار رہی تھی۔ ہمیشہ سردیوں میں 'میں اور حسام بھائی ایسا کرتے تھے۔ اس کی بہت یاد آرہی تھی تو....." وہ خاموش ہوگئی۔ سر ندامت و شرمندگی سے جھک گیا۔ بی نے گہرا سانس لیا۔

"کوئی بات نہیں، غلطیاں تو سب سے ہو جاتی ہیں۔" وہ نرم دل تھیں۔ اس کا مایوس چہرہ ان سے دیکھا نہ گیا۔

www.novelsclubb.com

بہار کو خود پر حیرت ہوئی تھی۔ "مجھے تو اداکارہ ہونا چاہئیے تھا۔"

اس نے سوچا۔

☆.....☆.....☆

اپنی بالکونی میں بیٹھی وہ 'اس ہلکی روشنی سے کوفت زدہ ہونے لگی۔

آنسو اس کی سرخ ہوتی آنکھوں سے متواتر بہتے چلے جا رہے تھے۔

آج ان دونوں کی شادی تھی۔ وہ خوش تھے۔ سب اپنی اپنی زندگیوں میں خوش تھے۔ پھر وہ کیوں نہیں؟ کیوں اس کے ماں باپ نہیں تھے؟ کیوں اسے چھوٹی سی عمر میں یتیمی کی چادر اوڑھنی پڑی؟ کیوں اس کا کوئی بھائی نہیں تھا جو اسے کندھا دیتا؟ کیوں اس کی بہن اتنی بے خبر تھی؟ کیوں اسے اس کی تکلیف نظر نہیں آتی تھی؟ کیوں وہ اس سے نہیں پوچھتی کہ رینا کیا تمہیں کوئی زخم ملا ہے؟ کیوں نہیں پوچھتی کہ کیا وہ زخم ناسور بن گیا ہے؟ کیوں نہیں پوچھتی کہ کیا اب تم سے جیا نہیں جاتا؟ کیا اب سانسیں لیتے تکلیف ہوتی ہے؟ وہ کیوں نہیں پوچھتی کہ تم کیوں اتنے دن سے خاموش ہو؟ کیوں اس کی بہن کو اس کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی؟

اس کے چہرے پہ ایک تلخ مسکراہٹ در آئی۔

اسی لمحے ہلکے ناک کے ساتھ دروازہ کھلا۔ اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو مینا ہاتھ میں چائے کا ٹرے تھامے، مسکرا رہی تھی۔

دل میں موجود تلخی اس قدر بڑھی کہ وہ تمسخر سے ہنس دی۔

www.novelsclubb.com

مینا نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا، تم ہنس کیوں رہی ہو؟"

"میں ہنس رہی ہوں کیونکہ مجھے ہنسی آرہی ہے، مینا۔" وہ ہنوز ہنس رہی تھی۔ مینا کو تشویش ہوئی۔

"کیا ہوا رینا، تم ٹھیک تو ہو؟ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو۔" وہ ہاتھ میں پکڑا ٹرے میز پر رکھتی' اس کے قریب ہوئی۔

یکلخت اس کے چہرے کے تاثرات بدلے۔ دلکش ہنسی کہیں دور جا سوئی۔ نگاہیں اٹھا کر اس کی سمت دیکھا۔

"تمہیں فرق پڑتا ہے؟" چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"ظاہر ہے۔ میں تمہاری بہن ہوں، مجھے فرق نہیں پڑے گا تو کسے پڑے گا؟" وہ حقیقتاً پریشان ہوئی۔

''اوہ....یعنی تمہیں یاد ہے کہ تم میری بہن ہو....''اس نے جیسے سمجھتے گردن اثبات میں ہلا دی۔ مینا حیران پریشان سی بستر کے کونے پہ ٹکی اسے دیکھ رہی تھی۔

یکلخت اس کے تاثرات تبدیل ہوئے۔

''اگر تم میری بہن ہو تو میری تکلیف کیوں محسوس نہیں کرتی؟'' وہ اچانک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ مینا نے اسے گلے لگاتے تکلیف سے آنکھیں میچیں۔ بھلا وہ کیسے اس کی حالت سے بے خبر رہ سکتی تھی؟ اگر اس نے رینا سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی تو مقصد صرف ایک تھا، رینا ہرٹ نہ ہو۔ مگر یہاں تو اس کی بہن غلط فہمیاں پال بیٹھی تھی۔

''اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ مجھے تمہاری تکلیف کا احساس نہیں؟ مجھے بھلا کیوں نہ احساس ہو گا جبکہ میں خود اس سب سے گزری ہوں۔''اس نے آنکھوں میں بے ساختہ در آنے والی نمی کو پیچھے دھکیلا۔

رینا نے کچھ چونک کر اسے دیکھا تھا۔''مطلب؟''

www.novelsclubb.com

"تم جانتی ہو میں اسے پچھلے سات سال سے چاہتی ہوں۔ قسمت سے بہت امیدیں تھیں کہ وہ کسی نہ کسی طرح میرا ہو ہی جائے گا۔" وہ اسے سینے میں بھینچے' کسی غیر مرئی نقطے پہ غور کرتے بولی۔

"مگر چھے سال پہلے یہ امید کسی کمزور کانچ کی طرح ٹوٹ کر چکنا چور ہو گئی۔ جب وہ اپنی دلہن بیاہ لایا۔" وہ ہنسی۔ اس کی ہنسی میں درد تھا۔ رینا نے محسوس کیا۔

"اور اب تو اس کا پانچ سال کا بیٹا بھی ہے۔" اس کی آنکھوں سے نمکین پانی بہتے' رینا کے بالوں میں جذب ہونے لگا۔

"تو کیا تم نے اس کے بعد اسے پانے کی کوشش نہیں کی؟" اس نے چہرہ اٹھا کر اس کی بھیگی پلکوں کو دیکھا۔

اس نے دیکھا' مینا ایک بار پھر ہنس دی۔ وہ پل بہ پل ہنس رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کی تھی ناں۔ کتنی کوشش کی کہ وہ عورت اس کی زندگی سے چلی جائے، مگر اسے تو اس عورت پہ اندھا اعتبار تھا۔ شاید اندھی محبت بھی۔ یا شاید اندھا عشق۔ کچھ کام نہ آیا۔ بالآخر مجھے ہار ماننی پڑی۔" ماضی اس کی آنکھوں کے پردوں پہ اپنی جھلک دکھلا کر جا چکا تھا۔

رینا یک دم سیدھی ہو کر بیٹھی۔ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس نے لب وا کیے، "تم نے غلط کیا۔"

"اس پر جھوٹا الزام لگا کر؟ جانتی ہوں مگر....." وہ تلخی سے کچھ کہتی مگر وہ اس کی بات کاٹ گئی۔

"نہیں! اس میں تو کچھ غلط نہیں۔ میں تمہارے ہار مان جانے کی بات کر رہی ہوں۔ تمہیں ہار نہیں ماننی چاہیے تھی، تمہیں اس عورت کی جان لے لینی چاہیے تھی۔ اسے جینے کا کوئی حق نہیں جس نے تم سے تمہارا سب کچھ چھین لیا۔" وہ بڑی سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔ مینا کی آنکھیں حیرت سے بڑی ہوتی گئیں۔

"تم پاگل ہو گئی ہو؟"

www.novelsclubb.com

''پاگل نہیں ہوئی میں، عقل آگئی ہے مجھے۔ تم مجھے بتاؤ، کیا تم اس شخص کے بغیر جی رہی ہو؟ نہیں نا۔ پھر اگر وہ ہمیں مار سکتے ہیں تو ہم انہیں کیوں نہیں۔ اس میں کوئی برائی نہیں۔'' اس کے پاس دلائل تھے۔ محض نام کے دلائل۔ مگر وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھی۔ مینا کو جہاں وہ عجیب لگی، وہیں اس کے الفاظ ذہن میں کہیں پیوست ہوتے گئے۔

''تم آرام کرو۔ ہم بعد میں بات کریں گے۔'' وہ جیسے وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔

رینا ہنسی۔ ''جا تو رہی ہو مگر میری باتوں پر غور ضرور کرنا۔'' کمرے سے نکلتے اس نے اپنے عقب سے آتی رینا کی آواز سنی۔ وہ دوڑتی ہوئی اپنے کمرے میں آگئی مگر ذہن جیسے وہیں کہیں رہ گیا تھا۔ کانوں میں مسلسل اس کے الفاظ گونج رہے تھے۔ اس نے تنگ آتے اپنے کانوں پہ تکیہ رکھ دیا۔

''بکواس تھا وہ سب!''

☆.....☆.....☆

وہ آسمان میں چمکتا چاند دیکھ رہا تھا، جب ہاتھ میں تھامے موبائل کی اسکرین روشن ہوئی۔ اس نے جگمگاتی اسکرین سامنے کی تو WhatsApp پہ کسی Unknown نمبر سے میسج آیا ہوا

تھا۔اسے اچھنبا ہوا۔آخری بار جب کسی Unknown نمبر سے کال آئی تھی تو وہ ازمیر کو لے گئے تھے۔اور پھر اس کی بہن کو۔یہ سب یاد کرتے وہ پریشان نہیں ہوا تھا، بلکہ بھوری آنکھوں میں تمسخر پھیل گیا۔

”میرا سب کچھ تو لے گئے ہو، اب اور کیا ہی چھینو گے۔“اس نے طنزیہ مسکراتے' وہ چیٹ کھولی۔زخمی' بھوری نگاہوں میں اچھنبا پھر سے ابھرا۔کوئی ریکارڈڈ وائس میل تھی۔اور اس کے نیچے ایک text میسج جس میں چند Digits لکھے تھے۔اسے لگا وہ کوئی تاریخ ہے۔باقی پوری چیٹ شفاف تھی۔اس نے اسکرین کو انگلی سے چھوتے' وائس میل سٹارٹ کر دی۔

”میں تم سے کتنی بار کہہ چکا ہوں کہ میرا کام ختم ہو چکا ہے۔اب میں کم از کم اگلے تین ماہ کے لیے تمہارا کوئی کام نہیں کر سکتا۔“جیسے ہی وائس میل شروع ہوئی' کسی مرد کی جھنجھلائی سی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔وہ کوئی ریکارڈڈ وائس میل نہیں، بلکہ ایک ریکارڈڈ کال تھی۔

حسام کو لگا اس نے یہ آواز پہلے بھی کہیں سنی ہے۔بے اختیار انگوٹھا اسکرین پہ رکھتے اس نے بیک کر کے اپنے شک کو دور کرنا چاہا مگر پھر ٹھٹھک کر رکا۔آگے سے کوئی نسوانی آواز ابھری تھی۔

"پلیز سیف۔مجھے تمہاری ضرورت ہے۔تم جتنے پیسے کہو گے میں دوں گی،بس تم میرا یہ ایک کام کردو۔" وہ عورت شاید رو رہی تھی۔مارے تجسس کے وہ تھم گیا۔اب وہ بڑے غور سے وائس میل سن رہا تھا۔

"تم سمجھ کیوں نہیں رہیں؟اگر میں اس وقت منظر عام پر آیا تو پولیس کے ہاتھ لگ جاؤں گا۔اور تم جانتی ہو،اگر میں پکڑا گیا تو تم اور تمہاری وہ سو کالڈ بہن بھی پھنسے گی۔اور تمہیں معلوم ہے کہ تم اور تمہارا پورا گھر اس وقت پولیس کی نظروں میں ہے۔اگر تمہارا فون غلطی سے بھی ٹریک ہو گیا تو ہم تینوں مریں گے۔لہٰذا بہتر یہی ہے کہ کچھ وقت کے لئے تم مجھ سے کانٹیکٹ نہ کرو۔ بس تین ماہ صبر کرلو پھر تمہاری منزل خود چل کر تمہارے پاس آئے گی۔بس تین ماہ!" حتمی انداز میں اس شخص کی آواز ابھری اور بس،وہ کال شاید اتنی ہی لمبی تھی،یا شاید وائس میل بھیجنے والے نے محض اتنی بھیجی تھی۔شاید اس کا مقصد پورا ہو گیا تھا۔حسام احمد اضطراب میں گھر گیا۔ اس نے جھنجھلاتے'کال ریکارڈنگز کھولیں۔(وہ بھی کال ریکارڈ کرتا تھا کیونکہ یہ اس کی بہن کی خواہش تھی۔یہ بہار احمد کی خواہش تھی۔)مطلوبہ ریکارڈنگ آن کی۔اب وہ بہت غور سے اس

www.novelsclubb.com

آواز کو سن رہا تھا۔ پھر ریکارڈنگ ختم ہونے پر اس نے دوبارہ اس Unknown شخص کی بھیجی وائس میل سنی۔ دونوں آوازیں بالکل ایک سی نہ تھیں مگر یکسر مختلف بھی نہ تھیں۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ دونوں آوازیں ایک ہی شخص کی تھیں۔ اس نے تیزی سے اس Unknown شخص کا نمبر ملایا۔ مگر وہ شخص اسے بلاک کر چکا تھا۔ وہ اس سے رابطہ نہ کر سکا۔ اس نے جھنجھلاہٹ کے مارے طیش میں آتے ،موبائل چلا کر سامنے پھینکا۔ تیسری منزل سے گرتا فون زمین سے ٹکراتے مکمل ٹوٹ پھوٹ گیا۔ اسے زندگی میں شاید پہلی بار اس قدر غصہ آیا تھا۔ یا شاید اتنے دنوں کی بے بسی کا اثر تھا کے بالآخر وہ پھٹ پڑا۔

رات اب بھی چند منٹ پہلے کی طرح خوبصورت تھی۔ موسم اب بھی خوشگوار تھا۔ چاند اب بھی پوری آب و تاب سے چمکتا ،لوگوں کو اپنے سحر میں جکڑ رہا تھا۔ ہر شے پہلے جیسی ہی تھی سوائے حسام احمد کے۔ وہ مزید بے چین ہوتا ،زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

☆.....☆.....☆

www.novelsclubb.com

آسمان میں جامنی سی سیاہی پھیلی تھی۔ ہر سو سناٹا اور اندھیرا تھا۔ اسی لمحے فضا میں مؤذن کی خوبصورت آواز گونجی تھی۔

بہار احمد کی آنکھ پٹ سے کھلی۔ وہ چت لیٹی' بے خیالی میں چھت کو گھورنے لگی۔ جب حواس بحال ہوئے تو نگاہ ذرا کی ذرا موڑ کر دائیں طرف دیکھا۔ کمرے میں پھیلی مدھم روشنی میں اس نے دیکھا کہ وہ سو رہا ہے۔ وہ خاموشی سے اٹھ بیٹھی۔

ارادہ نماز پڑھنے کا تھا مگر اس سے پہلے چند سوچیں بھی تھیں۔

کیا وہ نماز پڑھتا ہے؟ ایک نادان سوچ اُمڈ آئی۔

اگر پڑھتا ہے تو سو کیوں رہا ہے؟

''نیک عورتوں کے لئے نیک مرد!''

بے ساختہ ایک خوبصورت تحریر ذہن میں ابھری۔ یہ ایک قرآنی آیت کا مفہوم تھا۔

''کیا میں نیک نہیں ہوں؟'' اس کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے پتا ہے اللہ کہ میں بہت نیک نہیں ہوں پر اتنی نافرمان بھی تو نہیں۔" گرم سیال اس کا گال بھگونے لگا۔

وہ جیسے کسی اور جہان میں کھو گئی تھی۔

باہر ہواؤں میں گونجتی مؤذن کی آواز اور اس کی دبی دبی سسکیوں سے اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔

ایک آواز تو آذان کی تھی پر دوسری؟.....

اس نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ اس سے رخ موڑے' پاؤں بستر سے لٹکائے بیٹھی تھی۔

کیا وہ رو رہی تھی؟

وہ یک دم اٹھ کھڑا ہوا۔ تیزی سے پلنگ کی دوسری جانب' اس کے سامنے آیا۔ وہ چونک اٹھی۔

"آپ رو رہی ہیں؟" اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے' وہ پوچھ رہا تھا۔ بہار نے پلکیں جھپکیں۔ اور بدر کو لگا اس کا دل اب اس کا نہیں رہا۔ وہ بغاوت کر گیا ہے۔ وہ مسکرانا چاہتا نہیں تھا مگر انجانے میں مسکرا دیا۔

www.novelsclubb.com

''میں ٹھیک ہوں، آپ سو جائیں۔'' بدر کی مسکراہٹ اسے اچھی نہ لگی۔ کیا وہ اس کے رونے پر ہنس رہا تھا؟

''میں تو نماز پڑھ کر سوؤں گا۔ آپ مجھے بتائیں، آپ کیوں رو رہی تھیں؟ کیا آپ کو اپنی فیملی کی یاد آ رہی ہے؟'' وہ بڑی نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

''آپ نماز پڑھتے ہیں؟'' اسے جیسے حیرت ہوئی۔

بدر نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر یکلخت چہرے پہ ناراضی کا عنصر نمایا ہوا۔ ''کیوں؟ میں مسلمان نہیں ہوں؟'' قدرے تڑخ کر کہا۔ پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔ شاید اس کا سوال پسند نہ آیا تھا۔

بہار گڑبڑا گئی۔ وہ تو ہمیشہ نرمی سے بات کرتا تھا۔ ''نہیں میرا مطلب تھا کہ دو اذانیں پہلے ہو گئی ہیں، یہ تیسری تھی اور آپ تب بھی سو رہے تھے۔ مطلب لڑکے تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں نا۔ اس کا وقت مقرر ہوتا ہے۔''

www.novelsclubb.com

"بالکل لڑکے جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں مگر میں کبھی کبھی گھر میں پڑھ لیتا ہوں۔ جانتا ہوں کہ یہ سہی نہیں مگر نہ پڑھنے سے تو بہتر ہے۔" دوٹوک سے لہجے میں کہتا' وہ اس کے سامنے سے اٹھ گیا۔ رخ باتھروم کی طرف تھا۔ بہار کو لگا وہ ناراض ہو گیا ہے۔

"آپ ناراض ہو گئے ہیں؟" اس کا یہ رویہ شاید قابل برداشت نہ تھا۔ وہ بے اختیار پوچھ بیٹھی۔

اس کی آواز نے بدر کے قدم جیسے جکڑ لیے۔ وہ تھم گیا۔ ساتھ ہی ساری دنیا بھی۔ اس کی سانسیں بھی، دھڑکنیں بھی۔ بس نہ تھمی تو ایک مسکراہٹ تھی جو چپکے سے اس کے لبوں کو اپنی لپیٹ میں لے گئی تھی۔ کیا اسے اس کی ناراضی سے فرق پڑتا تھا؟ یہ احساس ہی کتنا خوبصورت تھا کہ وہ پرواہ کرتی ہے۔

www.novelsclubb.com

وہ اب بھی رخ موڑے کھڑا تھا۔ اس کی خاموشی سے بہار کو لگا کہ وہ واقعی ناراض ہو گیا ہے۔

نجانے کیوں، مگر یہ احساس خوشگوار نہ تھا۔

''اگر آپ ہرٹ ہوئے ہیں تو پلیز مجھے معاف کر دیں۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔'' اس کی آواز بھر آئی تھی۔ بدر نے چونک کر رخ موڑا۔ اسے رونے کو تیار دیکھ کر وہ فوراً اس کے قریب پلنگ پر ٹک گیا۔

''ایسا کچھ نہیں ہے، روئیں نہیں مجھے تکلیف ہوتی ہے۔'' پریشانی کے عالم میں اسے پچکارتے' اس کے چہرے پہ ڈولتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا' تو وہ ششدر سی اپنی جگہ جم گئی۔ سانس لینا محال ہوا تھا۔ آنکھیں بھی جیسے برف کی ہو گئیں۔ ایک طرف اس کے الفاظ اور دوسری طرف اس کا لمس۔ بہار کو لگا وہ سانس نہیں لے سکے گی۔

اس کے یک دم سٹل ہو جانے پر بدر نے حیرت سے اسے دیکھا، پھر اس کے بالوں میں پھنسے اپنے ہاتھ کو۔ پھر دوبارہ اس کی جھکی گردن اور ششدر وجود کو۔ وہ مسکراتا' محفوظ ہوا تھا۔

اس سے پہلے کہ دل کی بے ایمانی پر اس سے کچھ الٹا سیدھا کہتا' وہ اٹھ کر تیزی سے باتھروم میں بند ہو گیا۔

بہار احمد پھر سے کمرے میں اکیلے رہ گئی۔

''اس بندے کو بات بیچ میں چھوڑ کر کمرے سے نکل جانے کی بیماری ہے کیا؟'' اسے نکاح کے دن کا واقعہ یاد آیا' پھر رات کچن کا۔ وہ کبھی اپنی بات پوری کر سکتا ہے؟'' اچھا ہی ہوا چلے گئے۔ ٹھرکی کہیں کے۔'' منہ چڑھاتے' دوبارہ بستر میں گھسنے لگی کہ ٹھٹھک کر رکی۔ رات جو کچھ ہوا۔ جو کچھ اس نے دیکھا' سنا، سب حسام کو بتانا تھا۔ وہ اٹھ بیٹھی۔ اس سے رابطے کے لئے اسے موبائل کی ضرورت تھی۔ بے اختیا مما کی سختی پہ غصہ آیا۔ اگر وہ اسے موبائل ساتھ لانے دیتیں تو ابھی وہ الجھی سی تو نہ ہوتی۔ پھر کچھ سوچتے رخ ذرا موڑ کر نگاہ پلنگ کی دوسری طرف رکھی سائڈ ٹیبل پر مرکوز کی۔ پانی کے جگ اور گلاس کے ساتھ' میز پہ اس کا موبائل دھرا تھا۔ وہ دھیرے سے پلنگ سے نیچے اتری۔ تکیے پہ دھرا اپنا جامنی رنگ کا دوپٹہ اٹھاتے' سفید قمیض سے ڈھکے کاندھوں کے گرد لپیٹ دیا۔ ہولے ہولے قدم اُٹھاتے وہ پلنگ کی دوسری طرف بڑھ رہی تھی۔ مگر پھر رک گئی۔ کیا اسے واقعی یوں چوری چھپے اس کا موبائل پکڑنے کی ضرورت تھی؟ اس نے مڑ کر باتھروم کا دروازہ دیکھا۔ نہیں! وہ مانگتی تو وہ ویسے بھی دے ہی دیتا۔ اس نے نرمین کا نمبر بھی تو بغیر کچھ کہے اسے تھما دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

قبل اس کے کہ وہ مڑ جاتی، وہ باتھروم کا دروازہ کھولتا باہر نکلا۔ آستینیں کہنیوں تک اوپر چڑھا رکھی تھیں۔ سامنے سے بالوں کی چند گیلی لٹیں پیشانی پہ بکھری تھیں۔ اس کی گھنی داڑھی سے پانی کے قطرے ٹپ ٹپ گرتے زمین بوس ہو رہے تھے۔ بہار نے اسے دیکھا تو آنکھیں ساکت رہ گئیں۔ اس کی دھڑکنوں نے تیزی پکڑی۔ اس وقت وہ اسے دنیا کا حسین ترین مرد لگا تھا۔ اس کے گال سرخ پڑ گئے۔ دل پہ ہاتھ رکھتے، اس نے تیزی سے رخ موڑا۔

بدر نے بے دھیانی میں آستین نیچے کرتے سیاہ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ رخ موڑے کھڑی تھی۔

Bahar?”,“Is there any problem

اسے تشویش ہوئی۔

بہار نے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر گہری سانس لیتے کھولیں اور مڑ کر اسے دیکھا۔

”نہیں۔“ وہ مسکرا رہی تھی۔ وہ بھی مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

''ہوں..... گڈ!'' وہ کہہ کر جائے نماز بچھاتا' نماز پڑھنے لگا۔ بہار خاموشی سے باتھروم میں جا بند ہوئی۔

''افففف..... میں کیا کروں۔'' اس نے بند دروازے سے ٹیک لگاتے' ہاتھ گالوں پہ ٹکا دیے۔

''میں ان کا یقین نہیں توڑ سکتی۔ وہ بھی بغیر کچھ جانے، کبھی نہیں۔ ان سے بات کرنی ہی ہو گی۔'' وہ جیسے ایک فیصلے پہ پہنچ ہی گئی تھی۔ لہجے میں عزم لئے' وہ وضو کرنے کو آگے بڑھ گئی۔

جب وہ باہر نکلی تو وہ کمرے میں کہیں نہ تھا۔ شاید جاگنگ کے لئے گیا تھا۔ اس نے خاموشی سے نماز شروع کر دی۔ کچھ دیر بعد وہ نماز پڑھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ اب تک لوٹا نہ تھا۔ بیزار سی ہوتی' وہ ریک سے اللہ کی کتاب نکال کر بیٹھ گئی۔ وہ سورۃ النور پر تھی، تفسیر کے ساتھ۔

''نیک عورتوں کے لیے نیک مرد ہیں!'' تفسیر میں کہیں لکھا تھا۔

وہ مسکرائی۔ پھر قرآن پڑھ کر واپس ریک میں رکھ دیا۔ وہ اب تک نہ لوٹا تھا۔ اسے بے چینی ہونے لگی۔ وہ یونہی دوپٹہ نماز کے انداز میں لپیٹے' باہر نکل گئی۔ رخ سٹڈی روم کی طرف تھا۔

کھڑکیوں سے نارنجی دھوپ چھن کر اندر آتی، لاؤنج کا محاصرہ کیے ہوئے تھی۔ وہ کھڑکی کے قریب سے گزری تو ایک خوبصورت احساس اس کی روح تک سرایت کر گیا۔ اس نے کھڑکی سے باہر جھانکا تو ہرے بھرے لان میں کھڑے میر بھائی پودوں کو پانی دے رہے تھے۔ میر ایک اٹھائیس، انتیس سالہ پڑھا لکھا، خوش شکل نوجوان تھا جو اکثر بدر کے ساتھ ہی پایا جاتا تھا۔ اسے حال ہی میں پتا چلا تھا کہ وہ زلیخا بی کا بیٹا ہے۔ جو کافی عرصے سے اس خاندان کے لیے کام کرتی تھیں۔ اور اب ان کا بیٹا بھی انہی کے نقش قدم پر چلتے، بدر کے آفس میں بطور سیکرٹری جاب کرتا تھا۔

وہ مسکراتی آگے بڑھ گئی۔ کچن کا دروازہ پار کرتی کافی بینز کی دلکش خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔ اس نے گہری سانس لے کر اس خوشبو کو اپنے اندر اتارا۔

اپنی منزل پہ پہنچ کر اس نے دروازہ آہستہ سے ناک کیا۔ مگر جواب ندارد۔ وہ ہولے سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہو گئی۔ سامنے ہی وہ کرسی پر آڑھا ترچھا لیٹنے کی Position میں بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

آنکھیں موندر کھی تھیں۔شاید سو رہا تھا۔اسے لگا۔ مگر پھر نگاہ اس کے کان میں لگے ائیر پاڈز پر گئی۔شاید وہ کچھ سن رہا تھا۔اس نے ہمت کر کے گلا کھنکارا۔وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

"سنیں......"اس کی آواز کپکپائی۔اسے ڈر لگ رہا تھا۔ مگر اس کی آواز شاید اس تک پہنچ ہی نہ سکی تھی۔وہ یونہی آنکھیں موندے بیٹھا رہا۔

"بات سنیں......"اس نے ایک بار پھر کوشش کی مگر جواب ندارد۔اب اسے غصہ آنے لگا تھا۔اسے غصہ جلدی آتا تھا۔

"بہرے ہو گئے ہیں کیا؟"اس نے سوچا۔

"بدر بات سن لیں پلیز۔"اب کہ وہ قدرے اونچی آواز میں بولی تھی۔لہجے میں غصے کی آمیزش تھی۔

بدر ہڑبڑا کر سیدھا ہوا۔اچانک سیدھا ہونے سے سینے پر دھرا موبائل زمین پہ جا گرا تھا۔

"کیا ہوا؟"وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا۔موبائل گرنے کا شاید معلوم ہی نہ تھا۔وہ تو اس کے منہ سے اپنا نام سن کر ہی خوش تھا۔اور اس کے لہجے پر پریشان بھی۔

بہار کو یقین تھا کہ وہ بہرا ہو چکا ہے اس کی بات سن نہیں سکتا۔ مگر جب وہ فوراً اٹھ بیٹھا تو وہ خوفزدہ ہو گئی۔ اب پھر وہی پریشانی تھی کہ وہ اپنی بات اس کے سامنے کیسے رکھے۔ پھر زمین پر گرا اس کا موبائل دکھا تو کچھ سہارا ہوا۔

”وہ آپ کا موبائل نیچے گرا ہوا ہے۔“ اس نے جیسے بہانا بنایا تھا۔

”یہ تو آپ کے آنے کے بعد گرا ہے آپ یہ بتائیں کہنا کیا تھا۔“ اب وہ نیچے جھک کر اپنا موبائل اٹھا رہا تھا۔

بہار کو اپنی سانس گھٹتی محسوس ہوئی۔ اگر اس کی بات سننے کے بعد اس نے وجہ پوچھ لی یا انکار کر دیا تو وہ کیا کرے گی؟

”وہ......مجھے وہ......آپ کا......“

”جو کہنا ہے آرام سے کہہ دیں، میں آپ کو شوٹ نہیں کروں گا۔“ اس نے میٹھا سا طنز کیا تھا جو بہار کو بالکل میٹھا نہ لگا۔

www.novelsclubb.com

"وہ مجھے بھائی کو کال کرنی ہے۔" اس نے ہلک تر کیا۔ پھر دماغ میں جیسے کچھ کلک ہوا۔ وہ یہ نہ سمجھے کہ اسے ازمیر سے بات کرنی ہے۔ تب تو وہ کبھی کرنے نہیں دے گا۔ یہ اس کا اندازہ تھا۔

"مطلب حسام بھائی کو۔"

بدر کو اس بات کی امید ہرگز نہیں تھی۔ اسے لگا کوئی بڑی بات ہو گی جو وہ یوں ڈر رہی ہے۔ وہ ہلکا پھلکا سا ہوتا اب اٹھ کھڑا ہوا۔

"تو؟" وہ اس سے رخ موڑے، بک شیلف سے کچھ تلاش رہا تھا۔ اس کی بات کے پیچھے وجہ سمجھ نہ آئی تھی۔

"تو مجھے آپ کا موبائل چاہیے تھا۔" اسے لگا اب وہ اسے بے عزت کرے گا۔ جیسے ان حالات میں عموماً مرد کرتے ہیں۔ اس کے گلے کے گرد کوئی رسی کس گئی۔

جبکہ اس کے جواب پر وہ ٹھٹھک کر رکا تھا۔ "میرا؟ آپ کے پاس اپنا موبائل نہیں ہے کیا؟"

"تھا مگر یہاں آنے سے پہلے مما نے لے لیا تھا۔" اس نے بے اختیار آنکھیں گھمائیں۔ مما کی یہ حرکت کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی۔ یوں کرتی، بدر کو وہ اچھی لگی تھی۔

"اور کیوں لیا تھا آپ کی مما نے؟" وہ مسکرایا تھا۔ بہار محسوس نہ کر سکی۔ اسے تو اپنے غم لئے بیٹھے تھے۔

"ان کا کہنا ہے کہ شادی کہ بعد لڑکیوں کو باپ کے گھر سے موبائل نہیں لے جانا چاہیے، اگر شوہر چاہے تو لے دے ورنہ ایسے ہی رہو۔" اس نے آنکھیں مٹکا کر' ہاتھوں کو گھماتے' شاید شاہینہ کی نکل اتاری تھی۔ بدر کی مسکراہٹ گہری ہوتی گئی۔ "اوپر سے میرا کیس تو زیادہ ہی Complicated تھا۔ بندہ پوچھے شوہروں کو کیوں نہیں کہتے کہ اب تمہاری شادی ہو رہی ہے، اب تم نے موبائل نہیں رکھنا۔ بیوی کا دل کرے گا تو لے دے گی ورنہ ایسے ہی جیو۔ مگر نہیں سارے رولز تو بس بہار احمد کے لیے ہی ہیں۔ پتا نہیں کون سی دشمنی نکال رہے ہیں سب مجھ سے۔" وہ خاصی کو فتزدہ لگتی تھی۔ بدر نے مسکراہٹ ضبط کی۔

اسی لمحے دروازہ کھٹکا تھا۔

"آجائیں۔" اس کی نگاہیں اسی پر جمی تھیں۔ اور بہار کی سوچ میں گم رہنے کے باعث' کسی غیر مرئی نقطے پر۔

میری دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی تو کافی کی خوبصورت خوشبو ایک بار پھر اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔ وہ جیسے ہوش میں آئی تھی۔ بھوری آنکھیں میری کے ہاتھ میں تھامے ٹرے میں رکھے ،کافی کے مگ پر گئیں۔ اب ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ اس نے پچھلے ایک ہفتے سے کافی نہیں پی تھی۔ یہ سوچ اس کی جان لے رہی تھی۔ بھلا وہ کیسے جی لی اس کے بغیر اتنے لمبے عرصے کے لیے؟ وہ بے وفا تو نہ تھی۔ اسے خود پر افسوس ہوا۔ نگاہیں اس مگ پہ ہی جما رکھی تھیں۔ ابھی وہ بغیر کچھ سوچے سمجھے مگ ٹرے سے اچک لیتی کہ میری نے ٹرے بدر کے سامنے کر دیا۔

"آپ کی کافی، مسٹر بدر۔" اس کی پیاسی نگاہیں اس مگ پہ ہی جمی رہ گئیں۔ اور تو دنیا کا ہوش ہی نہ رہا تھا۔ بس نتھنوں سے ٹکراتی وہ خوشبو تھی اور بے وفائی کا احساس۔ کیا یہ سچ تھا کہ بے وفا وہ نہیں اس کی کافی تھی؟ سینے میں کچھ چھن سے ٹوٹا تھا۔

میری مگ اسے تھماتی جا چکی تھی۔ اور وہ مسلسل بہار کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا جو آنکھوں میں ٹوٹے بھروسے کی کرچیاں سموئے ،زخمی نگاہوں سے اس کی ہاتھ میں پکڑے مگ کو دیکھ رہی تھی۔ شاید اس کی بیوی کو کافی کچھ زیادہ ہی پسند تھی۔ اس نے گہرا سانس لیا۔

وہ مگ اس کی اوڑھ بڑھا گیا۔ جیسے سلاہ مار رہا ہو۔ بہار نے چونک کر اسے دیکھا، پھر اس کے ہاتھ میں تھامے مگ کو۔ ہائے.... وہ کیا کرتی؟ دل پہ پتھر رکھ کر اس نے گردن دائیں بائیں ہلا دی۔

اب اس بے وفا کافی کے لئے وہ کیا ہی اپنی ریپوٹیشن خراب کرتی۔

بدر نے مسکراہٹ دبا کر اس کی نفی کرتی گردن اور مگ پہ ٹکی نگاہوں کو دیکھا، وہ لطف اندوز ہوا تھا۔

"ہوں"..... وہ ہاتھ واپس کھینچتا' دوبارہ کرسی پہ جا بیٹھا تھا۔ ہاتھ بڑھا کر مگ میز پہ رکھ دیا۔ بہار نے بڑے غم سے ایک آخری نظر مگ پہ ڈالی۔ پھر غم سے بوجھل نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تو ہڑبڑا کر رہ گئی۔ وہ بڑی شریر نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ بہار شرمندہ ہو گئی۔ کیا کافی کے لیے اس کی محبت (ندیدا پن) اس قدر عیاں تھا کہ وہ بھی جان گیا؟ اُفف!

اب کہ بدر نے مسکراہٹ دبائی نہ تھی۔ وہ شریر سا مسکراتا کھنکارا۔

"تو گویا آپ خاصی کو فتزدہ ہیں۔۔۔Well..... I agree with you۔ اگر بیویوں کو موبائل رکھنے کے لیے شوہر کی اجازت درکار ہے تو شوہروں کے ساتھ بھی Same

Caseہونا چاہیے۔'' وہ سمجھنے کے سے انداز میں سر ہلاتا' میز سے مگ اٹھا گیا۔ایک چسکی۔ اور پھر واپس وہیں رکھ دیا۔ جہاں اس کی رضامندی پر اس کی آنکھیں چمکی تھیں، وہیں اس کے گلے سے اترتی کافی دیکھ کر اس کا دل بھی جلا تھا۔ جو بدر نے بخوبی محسوس کیا تھا۔ وہ مسکرایا۔ وہ مسلسل مسکرا ہی تو رہا تھا۔ اور ایسا سالوں بعد ہوا تھا۔

''تو پھر بتائیں، ڈیئر مسز۔ کیا آپ کی اجازت ہے کہ آپ کے شوہر کے پاس موبائل فون ہو؟''

وہ مسکراتا پوچھ رہا تھا۔ جیسے واقعی اس سے اجازت مانگ رہا ہو۔

''آئیں؟'' بہار کو حیرت ہوئی۔ پھر ٹھہر گئی۔ آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

''جیسے میں منع کروں گی اور یہ ہو جائیں گے۔'' اس نے ہولے سے بڑبڑاتے' بے اختیار آنکھیں گھمائی تھیں۔ اسے لگا وہ سن نہیں سکا۔ مگر اس کے کان شاید بلیوں کے سے تھے کہ وہ سن چکا تھا۔ وہ گردن جھکا کر ہنس دیا۔

پھر وہ اٹھتا' اچانک اس کے عین سامنے آ کھڑا ہوا۔ ''آپ کہہ کر تو دیکھیں۔'' وہ اپنی چمکتی سیاہ آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ تو ایسا تھا کہ وہ لرزتی پلکیں جھکا گئی۔ اور

www.novelsclubb.com

اس لمحے بدر علی خان کو لگا کہ بہار احمد اگر اس سے اس کا دل سینے سے نکال کر دینے کو بھی کہہ دے تو وہ بغیر لمحے کی تاخیر کیے، یہ عمل کر گزرے گا۔

''آپ..... آپ پلیز موبائل دے دیں اگر دے سکتے ہیں تو۔'' وہ مسلسل نگاہیں جھکائے ہوئے تھی۔ کافی کی خوشبو بھی اب تو محسوس نہ ہوتی تھی۔ بس ایک مہک تھی جو اس کی سانسوں کے راستے اندر جا رہی تھی۔ اس کے کلون کی مہک۔ کافی کی مہک خوبصورت ہوتی تھی۔ مگر اس کے کلون کی مہک دلکش تھی۔ سحر انگیز۔ بہار کو وہ مہک اپنے حواسوں پہ تاری ہوتی محسوس ہوئی۔

بدر نے ٹھنڈی آہ بھری۔ رخ موڑ کر چند قدم پیچھے لئے، پھر ذرا جھک کر میز سے اپنا موبائل اٹھایا اور ایک بار پھر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

''شام تک آپ کا اپنا موبائل آ جائے گا۔ پاسکوڈ '022007' ہے۔'' ہاتھ میں پکڑا موبائل اس کے سامنے کرتے' وہ نگاہوں سے اسے تھام لینے کو کہہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

بہار نے خاموشی سے ہاتھ بڑھا کر موبائل اس کے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر ہمت نہ تھی۔ وہ خاموشی سے مڑ گئی۔

"بہار!" قبل اس کے کہ وہ سٹڈی روم کا دروازہ پار کرتی، کلون اور کافی کی مہک سے پر فضا میں اس کی آواز گونجی۔ وہ تھم گئی۔ مڑی نہ تھی۔ دل کی کیفیت عجیب تھی، وہ آنکھیں میچ گئی۔ چند گہری سانسیں، پھر ذرا ہمت باندھ کر مڑ کر اسے دیکھا۔

"جی؟" دھیمے سے کہا گیا۔ بدر کافی کا مگ میز سے اٹھاتا اس کی طرف بڑھا۔ پھر اس سے چند قدم کی دوری پہ رکتے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"جھوٹی کافی سے کوئی مسئلہ تو نہیں ہو گا آپ کو۔" انداز پوچھنے والا نہ تھا۔ وہ شاید بتا رہا تھا۔

بہار نے آنکھیں موند کر گہری سانس لی۔ وہ اسے جاننے لگا تھا۔ بہت کم وقت میں، وہ اس کے بارے میں بہت کچھ جان گیا تھا۔ وہ شاید انسان کو پڑھنے کا فن جانتا تھا۔ بہار کو شاید پہلی بار کسی کے پاس اس فن کا ہونا بھایا تھا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر مگ تھام لیا۔ "شکریہ۔" نرمی سے کہتی، وہ پلٹ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

بدر مسکرایا۔ نگاہیں بند دروازے پر تھیں جہاں سے ابھی وہ گئی تھی۔ ''یہ مجھے پاگل کر دے گی۔'' ہاتھ سے گردن کی پشت مسلتے' وہ گردن جھکا کر ہنس دیا تھا۔

☆.....☆.....☆

تاریک آسمان میں تاروں کا نام ونشان تک نہ تھا۔ بس ایک چاند ہی تھا جو اس تنہائی سے تھکتا غم زدہ سا آسمان میں ٹھہرا تھا۔ اس کی چمک ماند نہ پڑی تھی مگر پہلے کی طرح خوشگوار بھی نہ تھی۔ نومبر کی راتیں اتنی یخ نہ تھیں جتنا دھند نے ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ جان لیوا سموگ لاہور کی راتوں کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔ اگرچہ چاند اتنا خوبصورت نہ دکھتا تھا تو وجہ سموگ تھی۔ ایک طرف اس کی بدولت چاند تاروں سے جدا تھا اور دوسری طرف وہ سیاہ راتوں میں دلکش بھی بہت لگتی تھی۔ ایسے میں اگر تم احمد ہاؤس کے در پہ اکھیاں جماؤ تو تمہیں دروازہ پار کرتا' سیاہ ہوڈی میں ملبوس حسام احمد نظر آئے گا۔

www.novelsclubb.com

مظبوط قدم اٹھاتا' اب وہ تارکول کی سیاہ سڑک پہ اس تاریک رات میں آگے بڑھ رہا تھا۔ اسے اپنے دوست' صالح سے ملنے جانا تھا۔ صالح اس کا یونیورسٹی کا دوست تھا۔ اس کے والد پولیس آفسر تھے۔ اسے خود پر حیرت تھی کہ اس نے پہلے ان سے مدد کیوں نہ مانگی۔

ساری رات جاگ کر سوچنے کے بعد اسے ایک بات تو سمجھ آگئی تھی۔ جو کچھ ازمیر کے ساتھ ہوا وہ کوئی ایکسیڈینٹ نہیں تھا۔ اب اسے ہر حال میں ازمیر کو بے گناہ ثابت کرنا تھا۔ وہ اپنی بہن کو جنگ کے میدان میں تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔

ہوڈی سر تک چڑھائے' وہ چلتا جا رہا تھا۔ اگلے دس منٹ میں وہ ایک خالی پارک میں کھڑا تھا۔ فجر کا وقت تھا۔ کچھ دیر میں لوگ واک کے ارادے سے یہاں جمع ہونا شروع ہو جاتے۔ جن میں سر فہرست اس کے چاچو تھے۔ اسے اس سے پہلے یہاں سے نکلنا تھا۔

قدم آگے بڑھاتے' وہ ایک بینچ پہ جا بیٹھا۔ موبائل جیب سے نکال کر اس نے صالح کی چیٹ کھولی۔ اس نے گھر سے نکلنے سے پہلے بہار کے موبائل فون میں اپنی SIM ڈال لی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم ابھی تک پہنچے نہیں؟" ہواؤں کے ذریعے اپنا پیغام صالح تک پہنچایا۔ میسج فوراً Seen کر لیا گیا تھا۔ اب وہ کچھ Type کر رہا تھا۔ حسام بے صبری سے روشن اسکرین تکتا رہا۔

چند سیکنڈ بعد اسکرین پہ اس کا بیغام موصول ہوا۔ "پہنچ رہا ہوں، بس دو سیک۔" ایک تو نجانے یہ Gen Z کا کیا چونچلہ تھا۔ ہر لفظ کی فضول قسم کی Short Form نکال رکھی تھی۔ جیسے Second کے لئے Sec کا استعمال کرنا۔ Gen Z ہوتے ہوئی بھی اس پہ یہ حرکتیں نہایت گراں گزرتی تھیں۔

اس نے ایک انگوٹھا جواب کے طور پر بھیجا، پھر موبائل کی اسکرین بند کر کے' اسے اپنے جیب میں ڈال دیا۔

ہاتھ آپس میں مسلتے وہ بے دھیانی سے سامنے درخت کو دیکھ رہا تھا۔ سردی اتنی نہ تھی مگر اسے ہاتھ مسلنے کی عادت تھی۔ کچھ دیر انتظار کے بعد اس نے ایک نظر داخلی دروازے پہ ڈالی تو صالح وہاں سے چلتا اندر آ رہا تھا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہیلو!" صالح مسکراتے اس کے گلے لگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کبھی سلام بھی کر لیا کرو۔" دھیمے سے مسکراتے کہا گیا۔ صالح بے اختیار ہنسا تھا۔

"یار بس دور ہی ایسا آ گیا ہے، اب تو سلام دعا یاد ہی نہیں رہتے۔ ویسے یہ انٹرنیٹ بھی بہت بڑی بلا ہے۔ اچھا خاصا بندہ بیگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔" وہ گردن مسلتے مسکرا رہا تھا۔ حسام نے آنکھیں ذرا چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔ یہ ان دونوں بہن بھائی کی عادت تھی۔

"انسان کی اگر نیت نہ ہو تو وہ نہیں بگڑتا۔" ہلکا پھلکا سا انداز۔ "خیر..... تم یہ بتاؤ کہ کیا کچھ پتا چلا؟" وہ ہوڈی جھٹکتا' دوبارہ لکڑی کے بینچ پر بیٹھ گیا تھا۔

"ہوں..... بابا کہہ رہے تھے کل تک فوٹیج نکل آئے گا۔" وہ بھی اس کے برابر ہی بینچ پہ ٹک گیا تھا۔

"کل تک؟ کیا آج نہیں مل سکتا؟ میں چاہتا ہوں یہ معاملہ جلد از جلد نمٹ جائے۔" لہجے میں انتہا کی بے چینی سموئے کہا تھا۔

"تمہاری بات ٹھیک ہے، مگر وہ فوٹیج دینے کو تیار ہی نہیں ہیں۔"

www.novelsclubb.com

"کیا مطلب تیار نہیں؟ تمہارے بابا تو پولیس آفیسر ہیں ناں، انہیں تو مل جانی چاہیے تھی آسانی سے۔" وہ مسلسل بے چینی سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ صالح نے گہرا سانس لیا۔

"ہاں اصولاً تو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا پر وہ لوگ کچھ بتا نہیں رہے۔ یہ بات اتنی سیدھی نہیں جتنی لگ رہی تھی۔ یقیناً کوئی امیر شخص ہے اس کے پیچھے جس سے انہوں نے پیسے لئے ہیں جو فوٹیج نہیں دکھا رہے۔ مگر تم فکر نہیں کرو، پولیس کی مار سے تو تم واقف ہو۔ اور پھر اس طرح کے چھوٹے موٹے لوگ اتنی ماریں نہیں کھاتے، دس بیس منٹ کی مار کے بعد ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔ وہ تو پورانے ملازم ہوتے ہیں جو خاموش رہتے ہیں۔ ڈونٹ وری، کل تک فوٹیج ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔" اس نے تفسیلی جواب دیا تھا۔ مگر حسام احمد شاید مطمئن نہ ہوا۔ وہ ایک بار پھر بول اٹھا۔

"اگر ایسے لوگ صرف چند منٹ ٹارچر کی مار ہوتے ہیں تو پھر تم مجھے کل تک انتظار کا کیوں کہہ رہے ہو؟ یہ کام تو دوپہر تک ہو جانا چاہئے نا؟"

اس نے کہا تو صالح نے ٹھنڈی ہوا اپنے اندر کھینچی۔ پھر اسے دیکھا۔ ''میرے بابا فالحال اس شہر میں نہیں ہیں، حسام۔ انہیں ایک ضروری کام سے کراچی جانا تھا۔ ان کی آج شام کی فلائٹ ہے، رات تک پہنچیں گے۔ پھر ہی کچھ ہو سکتا ہے۔'' وہ اسے دیکھتا رہا۔ اور حسام احمد پریشانی سے نگاہیں اپنے ہاتھوں کی لکیروں پہ جما گیا۔ آنکھ میں ہلکا سا موتی چمکا تھا۔ صالح کو اس پہ ترس آیا تھا۔

''حسام!'' اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے پکارا۔ حسام نے ذرا چونک کر اسے دیکھا۔

''ہوں.....'' بھوری منتظر نگاہیں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔ آنسو پیچھے دھکیل دیا تھا۔ صالح مزید اس موتی کو دیکھ نہ سکا۔

''سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ٹرسٹ می۔ اللہ بہتر کرے گا۔'' حسام نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ پھر دھیمے سے سر ہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''اوکے میں اب چلتا ہوں۔ مجھے آپ ڈیٹس دیتے رہنا۔'' وہ کہہ کر مڑ گیا۔ دفعتاً ایک خیال کے تحت رکا۔ ''شکریہ۔'' اک مشکور نگاہ اس پر ڈالتے وہ پارک سے باہر نکل آیا۔

www.novelsclubb.com

قبل اس کے کہ وہ قدم اپنی منزل کی طرف بڑھاتا' جیب میں پڑے موبائل کی زوں زوں نے

اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"Unknown Number"

وہ بے اختیار ہنسا۔چند لمحے۔پلکیں گیلی ہوتی گئیں اور باچھیں پھیلتی گئیں۔

"یہ ان نان نمبرز تو جان کا آزار بن گئے ہیں یار۔"اس نے شاید اپنا ہی مزاق اڑایا تھا۔اسکرین پہ

جگمتاتے آئی فون کے سفید بٹن کو سلائیڈ کرتے کال اٹھالی۔

فون کان سے لگاتے' اس بار وہ خاموش رہا۔

اگلے ہی لمحے اسپیکر سے ابھرتی آواز اسے ششدر کر گئی۔آنکھیں پوری کھل گئی تھیں۔وہ شل

سا کھڑا رہ گیا۔چند لمحے یونہی گزر گئے۔اس نے لمحوں سے سینے میں اٹکا سانس خارج کیا۔

"بہار...."وہ ہنس رہا تھا۔وہ شاید رو بھی رہا تھا۔وہ پارک کے گیٹ کے سامنے ہی زمین پر بیٹھتا

چلا گیا۔

☆.....☆.....☆

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ لاک کیا۔سوچوں کا محور بدر کے گرد گھومتا تھا۔وہ شاید سارا دن اسی کے بارے میں سوچتی رہتی مگر اسے حسام کو کال کرنی تھی۔اس نے سرخ گال تھپتھپاتے' حسام کا نمبر ڈائل کیا۔چند رنگز۔پھر کال اٹھالی گئی۔بہار چند لمحے رکی،شاید اس کے بولنے کے انتظار میں۔مگر وہ کچھ نہ بولا۔اس نے نم سانس اندر کھینچی۔آنکھوں میں آنسو تھے۔تشکر کے۔خوشی کے۔

''بھائی!''اس کے ہونٹوں نے دھیمی سرگوشی کی۔منہ پر ہاتھ رکھ کر اس نے اپنی سسکی دبائی۔آنکھیں میچے وہ خاموش ہوگئی۔کتنے ہی پل یونہی گزر گئے۔وہ آخر بول کیوں نہیں رہا تھا؟کیا وہ اسے بھول گیا تھا؟

دل بیٹھنے لگا،جب ایک مانوس سی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

''بہار....''یا خدا اس کا بھائی اسے بھولا نہیں تھا۔بے اختیار ہی دل کیا کہ وہ سامنے ہو اور وہ اس کے سینے سے لگ کر خوب روئے۔

www.novelsclubb.com

مگر وہ سامنے نہیں تھا۔اسی لئے وہ رو بھی نہیں سکتی تھی۔اس نے لہجے میں مظبوطی پیدا کرتے کہا۔ ”کیسے ہو؟“ گو کہ وہ مسکرا رہی تھی مگر آواز گیلی تھی۔حسام احمد محسوس کر سکتا تھا۔حسام کے وجود میں جیسے کسی نے روح پھونک دی تھی۔بھلے سے اس کی آواز میں نمی تھی مگر کم از کم وہ اسے سن تو سکتا تھا۔ٹک سے ایک خیال ذہن میں آیا۔کیا وہ چھپ کر اس سے بات کر رہی تھی؟ کسی کا فون چرا کر؟

”تم مجھ سے چھپ کر بات کر رہی ہو؟ کسی کا فون چرا کر؟ پکڑی گئی تو؟“ اسے تشویش ہوئی۔

بہار کا جی چاہا وہ سامنے ہوتا اور اس کے ہاتھ میں ایک موٹا ڈنڈا ہوتا جسے وہ اس کے سر میں دے مارتی۔

اس نے آنکھوں کی بجائے سیدھی لکیروں والی اموجی کی سی شکل بنائی۔ ”حد ہے ویسے۔تمہیں کس کم عقل نے کہہ دیا کہ میں چھپ کر بات کر رہی ہوں یا موبائل چوری کر کے؟ بھئی میری صلاحیتوں پر ذرا اعتبار نہیں تمہیں، کیا یہ ممکن نہیں کہ میں کسی کی اجازت سے اس کا موبائل لے کر بات کر رہی ہوں؟“ اس کی وضاحت کچھ زیادہ ہی لمبی اور غیر سنجیدہ تھی۔

www.novelsclubb.com

حسام نے اس وقت کو کوسا جب وہ اسے دو لفظ کہہ بیٹھا۔ ”میری ماں، معاف کر دو مجھے، غلطی ہو گئی مجھ سے۔“

”اوکے، کر دیتی ہوں۔“ اس نے قدرے لاپرواہی سے کہا تھا۔ حسام بس موبائل کو گھور ہی سکا۔

”اب جب اتنا کچھ میرے گوش گزار کرنے کا احسان کر ہی دیا ہے مجھ پر تو یہ بھی بتا دو کس کے موبائل سے بات کر رہی ہو۔“ اس نے طنز کرنا چاہا مگر بہار احمد محسوس ہی نہ کر سکی، یا شاید جان بوجھ کر اگنور کر دیا۔ بولی تو بس اتنا۔ ”مسٹر بدر کے۔“ وہی لاپرواہی جو اس کے انداز میں ازل سے تھی۔

حسام کی آنکھیں حیرت سے ابل کر باہر کو آئی تھیں۔ ”انہوں نے تمہیں ’اپنا‘ موبائل دے دیا؟“ حیرت سی حیرت تھی۔ عجیب پاگل قسم کے لوگ تھے۔

”ہاں، تو؟“ اس نے نتھنے پھیلائے۔

"ہاں تو، کیا؟ مجھے لگا تھا تم نے کسی ملازم کو اپنی معصوم شکل دکھا کر پھنسایا ہو گا۔ مگر یہاں تو...."

"اچھا بس بھی کرو یار۔ اتنا وقت نہیں ہے میرے پاس۔ ایک بہت Important بات کرنی ہے مجھے۔" وہ اس کی بات کاٹ گئی۔ حجاب کے style میں بندھا دوپٹہ اتار کر گلے میں ڈالا۔ لہجے میں کوفت اتر آئی، اور سنجیدگی بھی۔ حسام محسوس کر سکتا تھا۔

"میں سن رہا ہوں۔" اب کہ وہ بھی سنجیدہ تھا۔

"یہاں کچھ عجیب ہے، بھائی۔ سب کچھ جیسا دکھتا ہے ویسا ہے نہیں۔"

حسام احمد کے ابرو اکٹھے ہوئے۔ آنکھوں میں اچھنبا ابھر آیا۔

"مثلاً؟"

بہار نے ایک گہری سانس لی۔ "ایسا لگتا ہے جیسے یہاں کوئی پرابلم ہے۔ بہت بڑی پرابلم۔ جانتے ہو یہاں سب بالکل نارمل ہیں۔ مطلب جیسے کوئی عام سی شادی ہو۔ سب یہاں ایسے ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ سمجھ نہیں آتا یہ سب سچ ہے یا یہ لوگ مجھے con کر رہے ہیں۔ بہر حال

www.novelsclubb.com

point یہ نہیں۔'' وہ پل کو ٹھہری۔ ''جب میں نے کہا کہ میں سن رہا ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ میں سن رہا ہوں، بہار۔'' وہ مسکرائی۔ وہ اس کے بغیر کچھ بھی کہے سب سمجھ جاتا تھا۔ پھر یک دم سنجیدگی سے بولی۔ ''کل رات... کچھ بہت عجیب ہوا۔ مطلب لگتا ہے کہ یہ خاندان....''

For God's sake, Bahar!

اس نے بہار کی بات بیچ راہ میں ہی اچک لی۔ ''چھوڑ دو اس خاندان کے بارے میں ریسرچ کرنا۔ میں بہت جلد ازمیر کی بے گناہی ثابت کر کے تمہیں واپس لے آؤں گا اور پھر ہم ساتھ رہیں گے جیسے پہلے رہتے تھے۔ ایک ایسے جہاں میں جہاں نہ کوئی خانزادے ہونگے اور نہ کوئی tragedy۔'' اس کے انداز میں اکتاہٹ تھی۔ بہار پل کو خاموش ہو گئی۔ اسے برا لگا تھا۔

''وہ لوگ کوئی ولن نہیں ہیں، بھائی! اگر ہمارے ساتھ کوئی tragedy ہو سکتی ہے تو یہ بھی عین ممکن ہے کے ان کے ساتھ بھی ہوئی ہو۔ ہم بغیر کسی کو جانے انہیں جج نہیں کر سکتے۔''

انداز دو ٹوک تھا۔

وہ آگے کچھ بول نہ سکی کیونکہ اس سے پہلے ہی وہ بول اٹھا۔ ”مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ ان کے ساتھ کوئی tragedy ہوئی ہے یا نہیں، بہار!“ اس نے اپنے ضمیر سے منہ موڑا۔

”کیوں، کیا تم میں انسانیت کا جزبہ باقی نہیں رہا یا ضمیر مر گیا ہے تمہارا؟“ نہایت تیکھا لہجہ۔

”نہیں، کیونکہ میری ایک بہن ہے جو مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہے۔“ اس کے لہجے میں آگ کی سی تپش تھی۔ بہار ڈھیلی پڑ گئی۔

”لیکن میں....“

”مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا بہار کے کس کا کیا پاسٹ ہے۔ مجھے صرف تم سے مطلب ہے۔ تمہاری safety سے، تمہاری خوشی سے۔ مجھے نہیں جاننا کہ ان کے خاندان....“

”میں نے یہ کب کہا کہ یہ ان کے خاندان کے بارے میں ہے، بھائی؟ یہ صرف ان کے بارے میں نہیں ہے، کہیں نہ کہیں یہ سب ہم سے بھی جڑا ہے۔“ وہ اس کی بات کاٹ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

حسام نے گہرا سانس بھرا۔ ''مجھے پتا ہے تم یہ بات کس context میں کہہ رہی ہو۔ اور اس پر غور کرنے کے بعد ہی میں کہہ رہا ہوں کہ تم ان سب سے دور رہو۔ تمہیں یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ تمہاری لڑائی نہیں ہے۔'' بمشکل تحمل سے کہا۔

''یہ میری ہی لڑائی ہے، بھائی۔ at least I will not give up without a fight، اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ تم مدد کرنا چاہو تو ٹھیک، ورنہ میں خود ہی کچھ کرلوں گی۔'' انداز پر عزم تھا۔

''تم مجھے بلیک میل کر رہی ہو، بہار۔'' اس نے جتانا چاہا۔

بہار کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔ ''میں نے ایسا کب کیا؟'' انداز میں برہمی تھی۔

''تم جانتی ہو کہ میں تمہیں کبھی تنہا نہیں کروں گا۔ کر ہی نہیں سکتا، یہ میری مجبوری ہے۔''

اس کی آواز اسپیکر پر ابھری۔ بہار نے انجان بنتے کندھے اچکائے۔ بولی کچھ نہ۔

''اب کیا چاہتی ہو؟'' وہ ناراض لگتا تھا۔

''یہی کہ تم مجھے support کرو، ہمیشہ کی طرح۔'' وہ پر اعتمادی سے مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

حسام نے آنکھیں ایک پل کو موند کر کھولیں۔ایک گہرا سانس۔

“Supporting You is my first priority!”

وہ جی جان سے مسکرا اٹھی۔حسام مسکرا نہ سکا۔

”بہر حال مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے،کچھ بہت زیادہ امپورٹینٹ!“وہ ایک بار پھر سنجیدہ تھی،مگر اب کہ پر سکون بھی۔

”میں سن رہا ہوں۔“

☆.....☆.....☆

صبح کے نو بج رہے تھے۔ڈائننگ ہال کی کھڑکیوں سے پردے اٹھادیے گئے تھے،اب وہاں سے ہلکی،میٹھی سی دھوپ چھن کر اندر آرہی تھی۔جس سے ہال میں بیٹھے لوگ خاصے مسرور دکھتے تھے۔

ڈائننگ ہال کے دروازے شیشے کے تھے۔سیڑھیوں پہ کھڑے ہو کر ان شیشوں سے جھانکو تو سب باآسانی دکھتا تھا۔

وہ سب سے اوپری سیڑھی پر کھڑی ڈائننگ ہال کا جائزہ لے رہی تھی۔ سربراہی کرسی پر علی براجمان تھے۔دائیں طرف بدر اور بائیں جانب نرمین بیٹھی تھیں۔ علی کی اس کی طرف پیٹھ تھی۔

چند لمحے قبل میری نے کمرے میں آکر اسے علی کا پیغام دیا تھا۔وہ چاہتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ ،بیٹھ کر ناشتہ کرے۔اس کا دل گھبرانے لگا۔وہ کمرے میں سکون سے ناشتہ کر تو لیتی تھی ڈائننگ ہال میں بلانے کی کیا ضرورت تھی؟افففف.....اسے نرمین کی حقارت بھری نگاہیں یاد آئیں۔

بدر علی اپنے سامنے رکھی خالی پلیٹ کو پچھلے پانچ منٹ سے دیکھ رہا تھا۔سیاہ سمندر میں انتظار کی لہریں تھیں۔ بالآخر اس نے اکتا کر نگاہیں اطراف میں گھمائیں۔دائیں، پھر بائیں اور وہ تھم گیا۔ ارد گرد ہر چیز ہی تھم گئی۔سامنے ہی وہ سیڑھیوں میں کھڑی تھی۔ ہلکے پیازی رنگ کے فراک میں ملبوس۔ساتھ پیازی ہی ریشم کا پرنٹ دوپٹہ لے رکھا تھا۔اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ

www.novelsclubb.com

گہرے سانس بھر رہی تھی۔ بالوں کی اونچی پونی باندھے' وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ چند لمحے محو سا دیکھتا رہا۔ پھر ذرا سنبھل کر نظریں اس کے وجود سے موڑ کر علی کو دیکھتے کھنکارا۔ علی نے ذرا چونک کر اسے دیکھا۔ پھر کسی احساس کے تحت گردن موڑ کر دیکھا۔ وہ شفیق سا مسکرائے۔

"آئیں بیٹا۔ ہم سب آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے۔" شفقت بھری آواز۔ اس نے گڑ بڑا کر آنکھیں کھولیں۔ سب سے پہلے نگاہ اس پہ گئی۔ وہ مسکرا رہا تھا، جیسے محفوظ ہوا ہو۔ اسے برا لگا۔ اس نے نگاہ پھیر کر علی کو دیکھا۔ وہ بھی مسکرا رہے تھے۔ شفیق سا۔ پھر اس نے نگاہ ذرا اور موڑ کر بائیں جانب بیٹھی نرمین کو دیکھا۔ چہرے پر مسکرانے کی رمق تک نہ تھی۔ اس نے ہلکا سا منہ چڑھایا۔ مگر قبل اس کے کہ اس کے تاثرات مکمل طور پر بدلتے، وہ سنبھل گئی۔ علی اور بدر اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ وہ ہلکا سا مسکرائی۔ بالکل ہلکا سا۔

قدم آگے بڑھائے اور ان کے قریب جا کھڑی ہوئی۔ "آپ نے بلایا تھا، انکل۔"

"جی بیٹا۔ آئیں، ہمارے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کریں۔"

اس نے دھیمے سے سر ہلایا اور بدر کی کرسی کے ساتھ رکھی کرسی پہ آبیٹھی۔ نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ وہ متذبذب تھی۔ بدر محسوس کر سکتا تھا۔

"کھانا شروع کریں، بچے۔" اس نے چونک کر علی کو دیکھا۔

"جی، انکل....." وہ مسکرائی۔

"انکل نہیں بابا۔"

"جی؟" وہ بے اختیار ابھرتی حیرت چھپا نہ سکی۔

"آپ مجھے بابا کہہ کر پکاریں۔ جیسے بدر کہتا ہے۔"

اس نے ان کا چہرہ دیکھا۔ وہ مسکرا رہے تھے۔ ہمیشہ کی طرح شفقت بھرا۔ وہ واقعی بابا جیسے ہی تو تھے۔ بابا کی طرح بچے کہہ کر پکارتے تھے۔ بابا کی طرح ہی ان کی آنکھوں میں ہر وقت شفقت اور محبت ہوتی تھی۔ چاچو کے بعد وہی تو تھے جو اتنی محبت سے بات کرتے تھے۔ اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی چمکی۔ بدر اس سارے عرصے میں بس اس کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔ کیا وہ رو رہی تھی؟

www.novelsclubb.com

"جی.... بابا۔" وہ مسکرائی۔

اور نرمین کی یہاں بس ہو چکی تھی۔ چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔ وہ کرسی گھسیٹتی اٹھ کر چلی گئیں۔

بدر نے انہیں جاتے دیکھ، پریشانی سے بھنویں سکیڑیں۔

وہ اٹھ کر ان کے پیچھے جانے والا تھا مگر علی خان نے پہلے ہی روک دیا۔ "تم بیٹھو، میں دیکھتا ہوں۔"

"لیکن بابا....."

"میں نے کہا نا میں دیکھ لیتا ہوں۔" انہوں نے زور دے کر کہا۔ پھر نظریں اس کے چہرے سے ہٹا کر بہار کو دیکھا۔ وہ کھوئی کھوئی سی بیٹھی تھی۔ "آپ دونوں ناشتہ کریں۔" وہ اسے دیکھ کر مسکرائے اور اٹھ کر چلے گئے۔

بدر نے گہرا سانس لیتے تازہ ہوا اپنے اندر اتاری۔ پھر رخ موڑ کر اسے غور سے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں واقعی نمی تھی۔ اس کے ابرو سکڑ گئے۔ آنکھوں میں پریشانی اتر آئی۔ وہ پوری طرح اس کی طرف گھوم گیا۔

www.novelsclubb.com

''آپ رو رہی ہیں؟''

وہ چونکی، اتنا کہ اس کے جسم کو جھٹکا لگا۔ ''نہ..... نہیں تو۔''

''آپ رو رہی ہیں۔'' اس نے جیسے بتایا تھا۔ ''مجھے بتائیں آپ کیوں رو رہی ہیں۔ مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔'' وہ بے چین ہوا۔

بہار مسلسل آپس میں الجھتے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے نگاہیں اٹھا کر ایک نظر اسے دیکھا۔ عین اس کی آنکھوں میں جہاں پریشانی ہی پریشانی تھی۔ اس نے دوبارہ نظریں اپنے ہاتھوں پہ جمالیں۔

بولنے کو لب وا کیے مگر آواز کانپنے لگی۔ بمشکل ہمت جمع کی۔ ''میرے.... میرے بابا نہیں ہیں۔ میں نو سال کی تھی جب وہ اس دنیا سے چلے گئے۔'' اسے پتا نہ چلا کب اس کی آنکھوں کی تہہ پر تیرتی نمی آنکھوں کی باڑ توڑتی' اس کے گالوں پر بہہ نکلی۔ ''اس کے بعد سے آج تک کبھی کسی کو بابا نہیں کہا۔ بس اسی لئے۔'' اس کا وجود ہلکے ہلکے ہچکولے کھانے لگا تھا۔

بدر کو تکلیف ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"آپ پلیز روئیں نہیں، مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لئے۔ اب وہ الجھے ہوئے نہ تھے۔

بہار نے شاک کی سی کیفیت میں اسے دیکھا۔

"میں.... میں اب نہیں رو رہی۔" اس نے اپنے ہاتھ چھڑوانے چاہے مگر وہ مزید مضبوطی سے انہیں اپنے ہاتھوں میں دبا گیا۔

وہ متذبذب ہوئی۔ اسے اب شرم آنے لگی تھی۔ "آپ میرے ہاتھ چھوڑ دیں۔ پلیز۔" آنکھوں میں التجا تھی۔ بدر نظر انداز کر گیا۔

"چھوڑنے کے لئے تھوڑی تھامے ہیں۔" وہ مسکرایا۔

بہار کا منہ شاک سے مکمل کھل گیا۔

"ٹھرکی!" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔ احساس تب ہوا جب بدر کا بے ساختہ اٹھتا قہقہہ اس کی سماعتوں سے ٹکرایا۔ ہاتھ اس کے ہاتھوں سے نکلتے بے اختیار منہ پر گئے۔ آنکھیں میچی گئیں۔

www.novelsclubb.com

کچھ لمحے گزرے۔ وہ ہنستا چلا گیا۔ بہار نے آنکھیں کھول کر حیرت سے اسے دیکھا۔ کچھ پلوں کی بات تھی اور اس کی حیرت محویت میں بدل گئی۔ ہاتھ دوبارہ گود میں آگرے۔ جو اگلے ہی لمحے ایک بار پھر اس کے ہاتھوں میں تھے۔

"ٹھرکی نہیں ہوں.... محبت کرتا ہوں آپ سے۔" اس کی آنکھوں میں ایک جہان آباد تھا۔

بہار کی محویت کہیں دور جا اڑی۔ اب آنکھوں میں ایک بار پھر حیرت تھی۔ کیا اس نے ٹھان لی تھی اسے پل پل حیران کرنے کی؟

وہ پلک نہ جھپک سکی۔ بدر خان اس سے نگاہ ہٹانا نہ چاہتا تھا۔ نظروں کا تبادلہ ہوتا رہا۔ لمحے بیتتے گئے۔ طویل لمحے۔ اور وہ یک دم اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ کھینچتی، بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ گئی۔ بدر کی شاکڈ نگاہوں نے کمرے کے دروازے تک اس کا پیچھا کیا اور پھر وہ کہیں گم ہو گئی۔ اس کی ششدر نگاہیں یونہی کچھ پل وہاں جمی رہ گئیں۔ پھر دماغ نے کچھ کام کیا تو وہ گردن جھکا کر ہنس دیا۔

"یہ مجھے پاگل کر دے گی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

☆.....☆.....☆

اس نے کمرے میں آتے ہی اپنے پیچھے دروازہ دھڑام سے بند کیا۔

کمر دروازے پہ ٹکا کر کئی گہرے سانس بھرے۔ پھر پرنٹ دوپٹے کا پلو تھام کر پیشانی پر بکھری پسینے کی ننھی بوندیں صاف کیں۔

کچھ لمحے وہیں کھڑی گہرے سانس بھرتی رہی پھر گالوں پر تھپکی دیتی، قدم قدم چلتی شیشہ کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ ہاتھ گالوں سے ہٹائے اور اپنا عکس آئینہ میں دیکھا۔ اس کے گال سرخ پڑ رہے تھے۔ اتنے کے جیسے خون کا رنگ ہو۔ اس نے نگاہیں چرا کر کھڑکی سے باہر جھانکا۔ باہر بوندا باندی ہو رہی تھی۔ پودے اور درخت ہوا کے زور سے لہلہا رہے تھے۔ موسم خوشگوار تھا۔ بدر کی کہی باتیں ذہن سے کہیں نکل سی گئیں۔ وہ بے اختیار مسکراتی بالکونی کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ نظر گھما کر بائیں طرف رکھی swing chair کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے اس پر براجمان ہوئی۔ ٹانگیں بھی اوپر ہی کر لیں۔ اب آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی۔ خوشگوار سا احساس دل میں اترنے لگا۔ جب ایک بار پھر اس کے کہے الفاظ سماعتوں میں گونجنے لگے۔

www.novelsclubb.com

"محبت کرتا ہوں آپ سے۔" کوئی رس تھا جو اس کے کانوں میں گھلا۔ مگر وہ محسوس نہ کر سکی۔ اس نے ایک طرف سے پلو تھاما اور شہادت کی انگلی پر لپیٹنا شروع کر دیا۔

"بھلا اتنے سے وقت میں بھی کسی سے محبت ہوتی ہے..... ہونہہ!" وہ باآواز بولی۔ یہاں کونسا کوئی تھا۔

"ایک نمبر کے ٹھ....."

"بہار!" وہ ہاتھ ہوا میں اٹھا کر خاصی اونچی آواز میں اسے پہلے دن دیے گئے لقب سے پکارنے والی تھی کہ سماعتوں سے ایک آواز ٹکرائی۔ آواز شناسا تھی۔ ہڑبڑا کر دائیں طرف دروازے میں کھڑے اپنے شوہر کو دیکھا اور پھر اپنی پوزیشن کو۔ وہ اپنے سر پر ہاتھ مارنا چاہتی تھی مگر مار نہ سکی۔ ہڑبڑا کر ٹانگیں نیچے اتاریں اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جی۔" بھوری آنکھیں بے اختیار اٹھتیں اس کی سیاہ آنکھوں سے جا ٹکرائیں۔ ہاتھ ہمیشہ کی طرح آپس میں الجھ کر رہ گئے۔ بدر نے خاصی ناپسندیدگی سے یہ عمل دیکھا۔

www.novelsclubb.com

جب بھوری آنکھیں اس کی سیاہ آنکھوں سے سرکتیں اس کے ہاتھوں میں تھامے ٹرے پر گئیں اور پھر دوبارہ اس کی انکھوں پہ جاٹکیں۔اب کہ ان میں اچھنبا تھا۔ہاتھوں کی حرکت دانستہ تھم گئی۔بدر جیسے اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ گیا۔اس کے پوچھنے سے پہلے ہی بول اٹھا۔

"میں آپ کے لئے ناشتہ لایا ہوں۔"اس نے ٹرے پاس رکھی چھوٹی سی میز پر رکھ دی۔

"مجھے بھو....."

"کھالیں۔پلیز۔"اس نے ذرا ٹھہر ٹھہر کر کہا۔

بہار سانس بھرتی، سر اثبات میں ہلا گئی۔

ابھی بہار میز کی طرف بڑھی بھی نہ تھی کہ وہ پھر سے کھنکارا۔

"اور مجھے کچھ بات بھی کرنی ہے۔کچھ دیر پہلے جو میں نے کہا....."

"مجھے نہیں کرنی۔"انداز حتمی تھا مگر گھبراہٹ اس کے چہرے سے چھلکتی تھی۔وہ کہہ کر کمرے کی طرف بڑھنے لگی مگر بڑھ نہ سکی۔بدر نے جھٹکے سے اس کا بازو تھامتے اسے اپنی طرف کھینچا۔وہ اس سے ٹکرا کر ذرا پیچھے ہوئی۔فاصلہ محض اتنا تھا کہ ایک مکھی گزر جائے۔

اس نے دانستہ چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔آج پہلی بار آنکھوں میں نرمی کی بجائے سنجیدگی تھی۔وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ اس کا چہرہ تک رہا تھا۔بہار کو خوف آنے لگا۔

"مجھے بات کرنی ہے۔"ذرا زور دے کر کہا۔

"جی.... تھوڑا....."

"یونہی کھڑی رہیں۔"بہار نے کچھ کہتے ذرا پیچھے کھسکنا چاہا مگر وہ اس کے بازو پر پکڑ مضبوط کر گیا۔بہار احمد کو لگا اس کا دم گھٹ جائے گا۔

"میں سن رہی ہوں۔پلیز جلدی کہیں جو کہنا ہے۔"انداز میں عجلت تھی۔اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

بدر کا دل کیا اسے جانے دے مگر جو بات اسے کرنی تھی،وہ خاصی ضروری تھی۔اس نے آنکھیں موند کر گہرا سانس لیا۔پھر اس کی طرف دیکھتے کچھ کہنا چاہا مگر اسی لمحے اس کی جیب میں پڑا موبائل زوں زوں کرنے لگا۔اس نے بدمزہ ہوتے اس کا بازو چھوڑا' ہاتھ بڑھا کر جیب سے موبائل نکال کر اسکرین سامنے کی۔

www.novelsclubb.com

ہسپتال سے کال تھی۔ اس کی پیشانی پر شکنیں ابھریں۔ اگلے ہی لمحے اس نے کال اٹھاتے، فون کان سے لگالیا۔ آگے سے کچھ کہا گیا اور اس کی پیشانی پر پھیلی لکیریں غائب ہو گئیں۔ البتہ چہرے سے پریشانی اب بھی جھلکتی تھی۔ بہار نے محسوس کیا۔

بدر نے اوکے کہتے کال کاٹ دی۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"میں اس وقت ہاسپٹل جارہا ہوں، آکر بات کروں گا۔" وہ ہڑبڑایا ہوا لگتا تھا۔ اس سے کہہ کر وہ تیزی سے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

بہار کے ذہن میں کچھ کلک ہوا۔ عزیر.....

بدر میز سے اپنی چابیاں اور والٹ اٹھاتا کمرے کا دروازہ پار کرنے ہی والا تھا کہ سماعتوں سے ٹکراتی آواز اس کے قدم جکڑ گئی۔

"کیا میں بھی آپ کے ساتھ چل سکتی ہوں؟"

وہ ٹھٹھک کر رکا۔ مڑ کر اسے دیکھا۔ وہ منتظر سی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کے دیکھنے پر ذرا گھبرا کر پھر سے بولی۔

"یہ important ہے۔ پلیز۔" اس کی نگاہوں میں التجا تھی۔ بدر نے غور سے دیکھا، اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی بھی تھی۔ وہ چند لمحے خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد ایک ٹھنڈی آہ بھرتے نظر ادھر ادھر گھمائی۔ پھر دوبارہ اسے دیکھا۔ "اوکے۔" وہ یہ کہنا چاہتا نہیں تھا، پتا نہیں کیوں کہہ گیا۔

☆.....☆.....☆

گرمیوں کی وہ صبح خلاف معمول خاصی خوشگوار تھی۔ تیز ہواؤں کے جھونکوں سے درخت لہلہا جاتے تھے۔ صبح کے دس بجے بھی سورج کہیں گم تھا۔ یا شاید یہ بادلوں کا ظلم تھا جو اسے چھپائے بیٹھے تھے۔

www.novelsclubb.com

ائرپورٹ کی سیدھی سڑک پہ اس کی گاڑی رکی۔ اگلے ہی لمحے دروازہ کھلا اور اس کی لمبی ہیل والی جوتی زمین سے جا ٹکرائی۔ گاڑی سے نکل کر اس نے اپنے ناخنوں کے ہم رنگ، سرخ ہینڈ بیگ سے سرخ ہی رنگ کا موبائل فون نکالا۔ وہ بٹنوں والا موبائل تھا۔ اور حد درجہ مہنگا بھی۔ اس

نے نگاہ گھما کر ارد گرد دیکھا۔ کیا تھا کسی کے پاس اس کے جیسا مہنگا موبائل ؟۔ بہت کوشش کے بعد بھی اسے کوئی نظر نہ آیا۔ وہ تمسخر سے مسکرائی۔

پھر موبائل فون سامنے کرتے اس کے سخت بٹن دباتے کوئی نمبر ڈائل کیا۔ چند بیلوں کے بعد کال اٹھالی گئی۔

''میں ائرپورٹ کے باہر کھڑی ہوں۔ اس کے بعد کال نہیں اٹھا سکوں گی تو سوچا آپ کو انفارم کردوں۔'' وہ کہہ کر چند لمحوں کے لئے خاموش ہوئی۔ سامنے والا کچھ کہہ رہا تھا شاید۔

''ٹھیک ہے۔ اب وہاں پہنچ کر بات ہوگی۔ خدا حافظ !'' مقابل کی بات کا جواب دیتے اس نے کال کاٹ دی۔

www.novelsclubb.com

کلائی سامنے کر کے گھڑی دیکھی۔ وقت تو ہو چکا تھا، وہ ابھی تک آیا کیوں نہیں؟ اس کے پاس اتنا فضول وقت نہ تھا کہ اس کا انتظار کرتی رہے۔

وہ اکتا کر اندر بڑھنے ہی لگی تھی جب وہ سامنے سے آتا دکھائی دیا۔

''شکر ہے تم چلی نہیں گئیں۔'' گھٹنوں پر ہاتھ جماتے وہ سانسوں کے درمیان بولا۔ اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ شاید کافی دور سے بھاگتا آیا تھا۔

''جلدی کہو جو کہنا ہے۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔'' وہ بے زار سی لگتی تھی۔

''مجھے کچھ پیسے دے دو، تم تو بہت امیر ہو نا۔ خدارا میرے بیٹے کا علاج کروا دو۔ ساری زندگی تمہارا مشکور رہوں گا۔ تم جو کہو گی وہ کروں گا۔'' وہ آدمی خاصہ بے بس معلوم ہوتا تھا۔

اس نے آنکھوں سے کالا چشمہ ہٹا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ ''جو میں کہوں گی وہ؟'' گردن ذرا ٹیڑھی کیے' وہ پوچھ رہی تھی۔

''ہاں۔''

''چاہے بیس سال بعد ہی کہوں؟''

''جب چاہو۔''

''تم.....'' ہاتھ بڑھا کر اس کی شرٹ کا کالر ٹھیک کیا۔ ''بھول تو نہیں جاؤ گے ناں، ڈیئر؟''

www.novelsclubb.com

اس آدمی نے دانستہ ہونٹوں پر زبان پھیری۔ پھر زور و شور سے سر نفی میں ہلایا۔ ''نہیں..... با.... بالکل بھی نہیں۔'' وہ جبراً مسکرایا۔

''ہوں.... گڈ۔'' اسی ہاتھ سے اس کا کالر سہلایا۔ مگر یک دم جھٹکے سے کالر ہاتھ میں دبوچ کر ذرا اس کے قریب ہوئی۔ ''اگر تم یہ بات بھول گئے یا تم نے دھوکہ دیا، تو یاد رکھنا تمہارا وہ حشر کروں گی کہ یاد رکھنے کو تمہاری نسلیں نہیں بچیں گی۔'' اس نے حقارت سے کہتے' جھٹکے سے اس کا کال چھوڑا کہ وہ لڑکھڑاتا دو قدم پیچھے ہوا۔

''اور ہاں.....'' وہ کہہ کر مڑنے لگی تھی جب ٹھٹھک کر رکی۔ ''آج کے بعد مجھے تم کہہ کر پکارنے کی ہمت مت کرنا۔'' وہ کہہ کر بغیر اس کی کچھ سنے' ہینڈ بیگ سے پیسے نکال کر اس کی طرف پھینکتی' اندر بڑھ گئی۔

☆.....☆.....☆

کھڑکیوں پر پڑے پردے باہر پھیلی خوبصورت نرم دھوپ کو اندر آنے سے روک رہے تھے۔

وہ پلنگ پر اوندھے منہ پڑا تھا۔ ہوڈی اتار کر لاپرواہی سے صوفہ پر پھینکی ہوئی تھی۔ شرٹ لیس پشت سے کمفرٹر بھی ہلکا سا کھسکا ہوا تھا۔ وہ ساری رات کا جاگا کچھ دیر پہلے ہی سویا تھا۔

اسی لمحے بیڈ سائڈ ٹیبل پر رکھا اس کا موبائل فون تھر تھرانے لگا۔

ایک بیل، دو، تین، چار۔ وہ بے ہوشی کی سے عالم میں پڑا رہا۔ وہ کوئی ساتویں بیل تھی جس پر اس نے نیند بھری مندی مندی آنکھیں کھولیں، ہاتھ بڑھا کر میز سے فون اٹھاتے سامنے کیا۔ اور اس کی آنکھیں پٹ سے مکمل کھل گئیں۔ بھوری آنکھوں میں اچھنبا ابھرا۔ صالح کی کال تھی۔ فوراً کال پک کر کے فون کان سے لگا۔ اسے کچھ کہنے کا موقع نہ ملا کیونکہ چھوٹتے ہی صالح کی تیز آواز اسپیکر پہ ابھرنے لگی۔ اور جو اسے سننے کو ملا' وہ اپنی کیفیت سمجھ نہ سکا۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

''میں آرہا ہوں۔ بس دس منٹ!''

تیزی سے پلنگ سے اترتے کال بند کر کے فون بستر پر پھینکا۔ صوفہ سے ہوڈی اٹھا کر پہنتے' تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا جب دماغ میں کچھ کلک ہونے پر رکا۔ موبائل تو بھول ہی چکا تھا وہ۔ مڑ کر تیزی سے بیڈ سے موبائل اٹھا کر دوبارہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پیروں میں سادہ چپل تھی۔ شوز پہنے کا نہ خیال رہا نہ وقت۔

☆.....☆.....☆

ہسپتال کے کاریڈور کی صاف زمین پر اس کے پیر تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ بہار مسلسل اس کے ہم قدم ہونے کی کوشش کر رہی تھی مگر یہ ممکن کہاں تھا۔ اس کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ اس کا مقابلہ کرتے کرتے بہار کا سانس پھولنے لگا۔ پہلی بار وہ بہار کے احساسات کو محسوس نہ کر سکا۔ اس وقت تو بس عزیر کو دیکھنے کی بے چینی تھی۔

چند قدم مزید، اور وہ ٹھہر گیا۔ بہار نے پھولتے سانسوں کے ساتھ قدم اس کے پیچھے روکے۔ وہ بیچ راستے کیوں رک گیا تھا؟ اسے تشویش ہوئی۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ چند قدم اور آگے بڑھا۔ سامنے دروازہ تھا۔

www.novelsclubb.com

"کمرہ نمبر ستائیس۔"

بدر نے ہاتھ بڑھا کر ناب تھاما۔ سر جھکا کر آنکھیں موند لیں۔اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔

بہار اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اس کی حالت قابل رحم تھی۔ بہار کے سینے میں درد سا اٹھا۔

آنکھوں میں پانی تیرنے لگا۔وہ سمجھ نہ سکی۔

بدر نے موندی آنکھیں کھول کر ناب گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عین سامنے وہ بستر پر پڑا تھا۔

زرد رنگت کے ساتھ آنکھیں بند تھیں۔ کیا وہ زندہ بھی تھا؟

اس نے قدم آگے بڑھائے۔ ہر ایک قدم ایسے تھا جیسے منوں کا بوجھ اپنے ساتھ لیے اٹھ رہا ہو۔

وہ اس کے بیڈ کے قریب جا کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

بہار دروازے میں ہی رک گئی۔ آگے بڑھنے کی ہمت ہی نہ ہوئی۔ کیا یہ وہ لڑکا تھا جس کا ایکسیڈنٹ از میر کی گاڑی سے ہوا تھا؟ اس نے سوچا۔ سوچ کے دھاگے اب اس کے اور از میر کے گرد لپٹنے لگے۔ اسے یاد تھا از میر، اس کا بھائی چند گھنٹوں کے لئے بے ہوش رہا اور اسے لگا جیسے اس کی جان نکل گئی ہو۔ کسی نے سینا چیر کر دل باہر نکال لیا ہو۔ بدر کا تو بھائی پچھلے چودہ دن

سے اس حالت میں تھا کہ اس کی زندگی کی کوئی گارنٹی تک نہ تھی۔اس کی آنکھیں اشکبار ہوئیں۔

''عزیز میرے بھائی۔''اس کی کربناک بھاری آواز،ہاسپٹل کی دواؤں کی بو سے بھری فضا میں گونجی۔تکلیف،اذیت،کرب کیا کچھ نہ تھا اس صدا میں۔وہ اس کے سر پر بائیاں ہاتھ رکھے 'ذرا جھکا کھڑا تھا۔سیاہ سمندر منتظر سا اس کے چہرے پہ جما تھا کہ کب وہ آنکھیں کھولے گا،اس سے بات کرے گا۔

اسے امید تھی وہ آج اس سے ناراضی ختم کر ہی دے گا۔اس کا بھائی اتنا پتھر دل تھوڑی تھا کہ اسے انتظار کی سولی پر لٹکائے رکھے۔

www.novelsclubb.com

اور اگلے ہی لمحے اس کی امیدیں،اس کی دعائیں،اس کی حاجتیں سب جیسے قبول ہو گیا تھا۔

''بھائی!''اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر کھل نہ سکیں۔حلق سے آواز بھی بر آمد نہ ہو سکی۔صرف ہونٹ ہلے۔بدر اس کا ہیچسرہ دیکھ رہا تھا۔منتظر سا۔اس کے ہلتے ہونٹ اور پلکوں کی جنبش پر اسے لگا جیسے اسے نئی زندگی عطا کر دی گئی ہو۔

اس نے تیزی سے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھاما۔اس کے گال تھپتپاتے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی۔آنکھوں سے آنسو بے اختیار زار و قطار بہنے لگے۔وہ خوش تھا،بہت خوش۔ شاید زندگی میں سب سے زیادہ خوش وہ آج ہوا تھا۔

''عزیر..... عزیر میرے بھائی..... آنکھیں کھولو یار،دیکھو میں یہیں ہوں۔''اس کی آواز کانپنے لگی۔خوشی اس کی آواز،آنکھوں،چہرے،پورے بدن سے اٹھنے لگی۔کیا یہ خواب تھا؟ نہیں یہ خواب نہیں تھا۔اس کا رب واقعی بہت مہربان تھا۔اس نے اس کی دعائیں قبول کر لی تھیں۔

''یہ نہیں کھل رہیں۔''اس کی آواز دھیمی تھی بہت دھیمی۔بدر بامشکل سن سکا۔وہ آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ جیسے آپس میں جڑ سی گئی تھیں۔بدر نے انگلیوں سے اس کی آنکھیں پکڑ کر کھولیں۔اس وقت اسے یہی ایک طریقہ سمجھ میں آیا۔

اس کی آنکھیں کھلیں تو سب دھندلا دھندلا سا تھا۔ہولے ہولے دھند پیچھے ہٹنے لگی۔اب دھند کی بجائے سب غیر مانوس۔مگر پہلا انسان جو اسے دکھا،وہ غیر نہ تھا۔وہ اس کا بھائی تھا۔اس نے

بدر کو گلے لگانا چاہا مگر جسم تو جیسے بے جان ہو گیا تھا۔اس سے بازو اٹھائے نہ گئے۔وہ اپنی بے بسی پر اداس ہوتا اس سے پہلے ہی اس کا بھائی اس سے لپٹ گیا تھا۔

بدر اسے زور سے سینے سے لگائے' بار بار اس کا سر چوم رہا تھا۔اس نے عزیر کو اتنے زور سے پکڑا تھا کہ اب اسے تکلیف ہونے لگی۔

''بھائی....مجھے درد ہو رہا ہے۔''سویا ہوا جسم بیدار ہونے لگا تو اس نے بدر کے گرد اپنے بازو پھیلا دیے۔پھر نم آنکھوں سے مسکراتے' دھیمے سے کہا۔

بدر ہڑ بڑا کر پیچھے ہوا۔''سو....سوری!''چہرے پر پریشانی در آئی۔

''میں ٹھیک ہوں، بھائی۔''وہ اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

پھر خاموشی چھا گئی۔کہنے کو بہت کچھ تھا' پھر بھی کچھ نہ تھا۔وہ بس خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔جیسے یقین نہ آرہا ہو کہ جو کچھ ہو رہا ہے، واقعی حقیقت ہے۔

بہار اب بھی دروازے میں کھڑی تھی۔وہ جاگ گیا تھا۔شکر ہے وہ جاگ گیا تھا۔اب تو پتا چل جائے گا کہ اس دن گاڑی کون ڈرائیو کر رہا تھا۔ہاں وہ خود غرض ہو رہی تھی۔ہاں وہ پتھر دل

بن رہی تھی۔ اسے بنناہی تھا۔ اپنے بھائی کی خاطر۔ یہ وقت ان باتوں کا نہیں تھا، مگر پھر یہی وقت ان باتوں کا تھا۔ ابھی نہیں تو شاید کبھی نہیں!

اس نے پہلو میں گرے ہاتھ اٹھا کر چہرے سے آنسو صاف کیے۔ قدم بیڈ کی طرف بڑھائے جہاں وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ ہر بڑھتے قدم کے ساتھ دل گھبرانے لگا۔ معلوم نہ تھا کہ بات کیسے شروع کرے، مگر کرنی تو تھی۔

"بدر......" اس کی آواز کانپی۔ بس ذرا سی۔

وہ چونکا۔ اس کے ساتھ ہی عزیر بھی۔ دونوں نے چونک کر اس کی سمت دیکھا۔ بدر کی نگاہوں میں تشویش تھی جبکہ عزیر کی آنکھوں میں حیرت' اچھنبا' شناسائی کی رمق، بہت کچھ تھا۔ بہار بے اختیار کنفیوز ہوئی۔

"کیا... کیا میں ان سے کچھ بات کر سکتی ہوں؟" انگلی سے عزیر کی طرف اشارہ کیا۔ یہ کہنا اتنا awkward اور مشکل تھا کہ اسے اپنی گردن کے گرد کوئی رسی کستی محسوس ہوئی۔

بدر کی پیشانی پر ہلکی سی سلوٹیں ابھریں۔ وہ جانتا تھا اسے کیا کہنا ہے۔ ابھی عزیر کی حالت ایسی نہیں تھی کہ اس سے اس قسم کے سوالات کیے جاتے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ بہار عزیر سے اس وقت بات کرے، نہ ہی وہ اسے انکار کر سکتا تھا، اس کا دل اجازت ہی کہاں دیتا تھا۔

وہ جانے کب تک اسی شش و پنج میں گھرا رہتا جب کمرے کی فضا میں عزیر کی آواز گونجی۔

''شیور۔'' وہ دھیما سا مسکرایا۔

بہار نے سکھ کا سانس لیا۔ دانستہ ہلکا سا کھنکھارتے پوچھا۔ ''کیا آپ کو یاد ہے کہ اس دن کیا ہوا تھا؟''

اس نے کہا تو عزیر نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔ ''آپ کا ایکسیڈنٹ.... وہاں کیا ہوا تھا۔'' اس نے وضاحت دی۔

بدر کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔ سیاہ آنکھیں تاریک پڑیں۔

☆.....☆.....☆

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: